بفضل گروز بے ہمال و گر گریہ نمال

دیوان جناب سمو قبا کرمت بنیا معدلت بہادر راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ المسمی بہ

باغ شاد

۱۳۰۸

باہتمام تمام محمد رفیع الدین فریدی قاضی زادہ تعلقہ پاتھری ضلع پربھنی ملازم و اپیشکار سرکار عالی

در مطبع محبوب القلوب طبع شد

بفضل کردگار بیہمال و کرگر بیمثال

دیوان جناب سمو قباب مکرمت بنیاد معدلت نہاد راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ المسمی

باغ شاد

باہتمام تمام محمد رفیع الدین فریدی قاضی زادہ متعلقہ پاتھری ضلع پربھنی

در مطبع محبوب القلوب طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
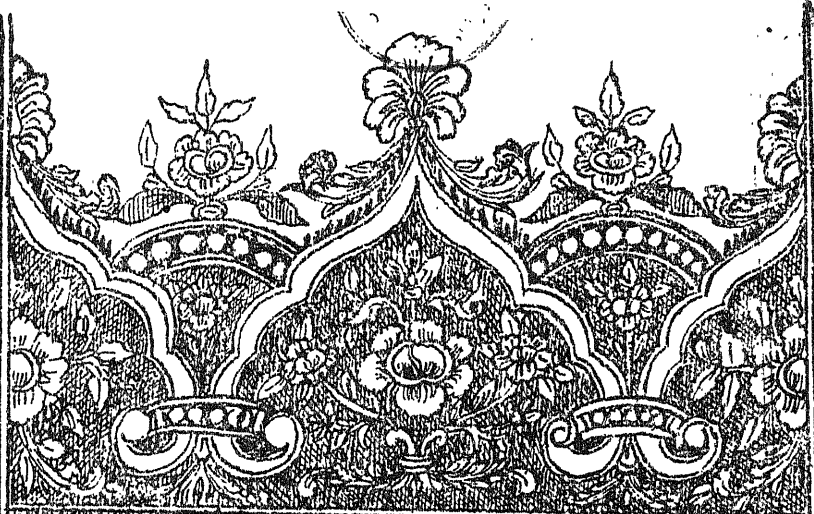
مین تو بندہ ہون اوسی یک حبیب مقدور کا
دو جہان فرمان ہے جس ناظر و منظور کا

جان و دل سے ہون مین قربان اوس شہ مغفور کا
چہا رہا ہے دو جہان مین جلوہ جسکو نور کا

طور پر موسی نے دیکہا جلوہ جس کر نور کا
مین تو عاشق ہون اوسی معشوق مشہور کا

نور تہا یا چاند تہا یا ذرہ یا خورشید تہا
حضرت موسیٰ کہو کیا تہا یہہ جلوہ طور کا

پیتے ہی آنکہون مین سیر اور کیفیت ہوئی
جب دیا ساقی نے یک جرعہ مئے انگور کا

ساقی و صہبا و ساغر کا رندان ہی مدام
سر پہ بارِ شرع رکہنا کام ہی مزدور کا

نحن اقرب کہدیا قران مین صاف صاف
ہرگز اندیشہ نکرنا حضرت دل دور کا

چاندنی راتون مین وصلِ مہوش کا لطف ہے
منہ نہ دکہلا اب خداوندا شب دیجور کا

جسنے پاتون ہاتھہ دل کو لیگیا ہی چھینکر
جان و ایمان سے فدا ہون اوس بت مغرور کا

ہین جو مقبول خدا اونکا بیان کیونکر نہو
دیکھہ لو حق کس طرح سی ذکر ہی منصور کا

پڑگئے ہین ہجر سے ناسور سینے مین مِرے
وصل اوس دلبر کا ہی مرہم مِرے ناسور کا

راگ سی تو محو ہو کر جان تن مین آگئی
کیون نہ خوش معلوم ہو نغمہ مجھے طنبور کا

جب سی قاصد نے سنایا اون کے آنیکی خبر
اور ہی عالم ہوا ہے اس دل رنجور کا

شاد تیری عالم دنیا مین ہو کیونکر نہ قدر
نام ہے محبوب تیرے شاد ذی مقدور کا

دم وصفِ محمدؐ مین نکل جائے تو اچھا
یہہ تن ہی اوسی فکر مین گلجائے تو اچھا

امید شب و روز یہی ہے مِرے یارب
دل مکر سے شیطان کے سنبھل جائے تو اچھا

ہو لطف کرم سے ہی یہی آرزو میری
جو آئے بلا مجھہ سے وہ ٹلجائے تو اچھا

گر غور سے دیکھو تو یہی خواہش دل ہے
یکبار دوئی دل سے نکلجائے تو اچھا

ہے دل سے دعا شاد کی نزات یہ بآز
دم وصفِ محمدؐ مین نکلجائے تو اچھا

ہے اب پیش نظر میرے سراپا غوث اعظم کا
جدہر دیکھون نظر آتا ہی جلوہ غوث اعظم کا

تصور جم گیا آئینہ دل مین مِرے جب سے
نظر ہر چیز مین آتا ہی چہرہ غوث اعظم کا

عجیب ہے شان حضرت کی کہ مین کچہہ کہہ نہین سکتا
سراپا نقشۂ وحدت ہی نقشۂ غوث اعظم کا

خدا اور مصطفےٰ کی دید اوس کو کیون نہو حاصل
تصور سے جو دیکہے روے والا غوث اعظم کا

خیالِ روے والا مین ہوا ہون محو کچہ ایسا
سراپا بنگیا ہے میرا نقشہ غوث اعظم کا

خدا کے فضل سے سب اولیا دنین زمانیکی
کسی نے بہی نہین پایا ہی رتبہ غوث اعظم کا

تمنا ہے زیارت شاد کو دلمین ہے مدتسے
دکہادے یا الٰہی اوس کو روضہ غوث اعظم کا

نکتہ یہہ پیر نے مجہے ایسا بتادیا
پایا خدا کو مین نے خودی کو مٹادیا

بوسہ نے تیرے لب کا مجہے یہہ مزا دیا
ہونٹون کو میرے قند مکرر چکہادیا

مرشد نے جب کہ مجہہ کو پیالہ پلادیا
خضر نے ظہور کا رستہ بتا دیا

اعجاز اوس نے پانون کا اپنے دکہادیا
ٹہوکر سے قم کے ساتہہ ہی مردے جلادیا

پردہ جو چشم مست سے اپنے اٹہادیا
مستانہ یک زمانے کو اوسنے بنادیا

کچہ عاشقان زلف کی حالت نہ پوچہیے
ناحق کے درد و رنج مین دلکو پہنسادیا

گردن پہ عاشقون کی پہرا خنجر ستم
ابرو جو ناز و غمزہ سے اوسنے ہلادیا

دل جو بتون کو مین نے دیا کیا برا کیا
بیٹہے بٹہائے خاک مین خود کو ملادیا

تاثیر کچہ نہ پوچہئے اس سوزِ آہ کی
یک پل مین میری جان و جگر کو جلادیا

وعدہ کبھی کیا کبھی انکار وصل کا
مجکو ہنسا دیا کبھی اوس نے رولا دیا

مطلب کا مجھکو لکھکے دیا ایک ہی پرچہ نہ
باتون مین اوس نے بات کو میری بہلا دیا

صیاد نے کتر کے پرون کو بہار مین
بلبل کو آشیان چمن سے اڑا دیا

پیچھے بٹہائے ہین سر زلف یار مین
اوس مرغ دل کو دام بلا مین پھنسا دیا

دلبر تو دل کو جان کو ایمان کو لے لیا
یہ ہی تو پوچھے کوئی عاشق کو کیا دیا

آہون کا میرے پوچھئے صاحب کچھ اثر
ہالہ کا گرد ماہ کے حلقہ بنا دیا

شوخی ہے غمزہ عشوہ ادا ہی ہی ناز بہی
سب کچھ بتون کے پاس ہی اللہ کا دیا

ملتا ہے رنج و غم مجھے سرکار عشق سے
اللہ نے اچھی جا میری لگی جا دیا

جلوہ ہی شکل یار کا آجائے گا نظر
اس دل کے آئینہ کو جو تو نے جلا دیا

چوسر کی بازی ہار کے نردون کو شل دل
اوس نے بکھر کے غصہ سے یکجا ملا دیا

رنج و غم و مصیبت و درد و الم مجھے
جو کچھ یہ میرے پاس ہے سب آپکا دیا

ہی جائے شکر شاد خدا کی جناب مین
بگڑے ہوئے جو باتون کو میرے بنا دیا

دل ہی دیکھا تو خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
کفر و ایمان سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیدۂ دل سے جو کونین کو دیکھا ہم نے
یار کا نور ضیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیر و کعبہ مین نہ دیکھا نہ کلیسا مین تجھے
دل کے پردہ مین چھپا تہا مجھی معلوم نتہا

بر سر دار جو آیا تھا انا الحق کہکر
مین ہی منصور بنا تہا سے مجھے معلوم نتہا

فضل مرشد سے یہہ معلوم ہوا اب ای شادؔ
مین خدا سے نہ جدا تہا مجہی معلوم نتہا

مجھے پیر نے رمز بتا ہی دیا
میرے دل سے دوئی کو اٹہا ہی دیا

تیرے آتش عشق نے کام کیا
دل و جان و جگر کو جلا ہی دیا

وہ جو بزم مین مے کا تہا جام بہرا
مجھے اوس نے تمام پلا ہی دیا

غم ہجر مین جو جو بلائین سہے
تیرے وصل نے دل سے بہلا ہی دیا

لب لعل سے بوسہ دیا جو مجھے
مے عشق سے اپنے گہما ہی دیا

قدم اپنا بصورتِ نقشِ قدم
تیرے کوچہ مین ہم نے جما ہی دیا

کیون نہ شاد ہمیشہ یہہ شاد رہے
دل یار سے دل کو ملا ہی دیا

تو نے عشق کا جام پلا ہی دیا
میرے دل سے خودی کو مٹا ہی دیا

مجھے پیر نے مست بنا ہی دیا
میرے ما و منی کو مٹا ہی دیا

مجھے اپنی خودی سے فنا کرکے
اس نے یار کا جلوہ دکہا ہی دیا

سوز ہجر سے دل جو جلا تہا میرا
آبِ وصل نے اوس کو بجہا ہی دیا

اپنی ہستی کو مٹا ڈور کہپ
آپ اپنے کو حق مین ملا ہی دیا

بہلا کیجئے یا برا کیجئے گا
ولیکن نہ دل سے جدا کیجئے گا

مین راضی ہون ہر دم رضا پر تمہارے
تمنا کیجئے یا گلا کیجئے گا

شب ہجر مین آپ سے یہہ دعا ہی
نہ ملنے مین ہرگز دغا کیجئے گا

غریبون کا دل توڑئے گا نہ ہرگز
جو جی چاہے سب کچہ کیا کیجئے گا

خدا نے دیا ہے تمہین تاج شاہی
غریبون کو کچہہ فدیا کیجئے گا

کہو شیخ سے شیشہ دل ہٹ بہر کر
شراب محبت پیا کیجئے گا

رہے شاد وقایم یہہ شاہ زمانہ
یہہ ہر وقت دل سے دعا کیجئے گا

بعد مدت ہوا وصال اوس کا
واہ کیا خوب ہے جمال اوس کا

تیغ ابرو سے کر دیا مجروح
کیا کہون مین دلا کمال اوس کا

کی نظر دل کے آئینہ مین جب
ہمکو حاصل ہوا وصال اوس کا

گرچہ زہری ہے مار زلف سیاہ
مو بمو شانہ ہے وبال اوس کا

رہے خرم ہمیشہ شاد وکن
شاد کو ہے یہی خیال اوس کا

دم مین خزان دکہاتا ہی عالم بہار کا
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

اوس گل کی یاد مین ہین کہلین آنکہین اندلین
نرگس سے پوچہو حال میرے انتظار کا

سرگشتہ یہہ بگولہ نہین دشت شوق مین
یہ خاک اپنی ڈہونڈتی ہی پتا شہسوار کا

کہتے ہین جس کو خلق خدا ماہ چاردہ
وہ سودہ نور روئے منور ہی یار کا

ڈہوکا ہے اسکی کاکل مشکین کو دیکہکر
پالا ہی گلعذار نے جوڑا یہہ مار کا

لینے سی آپ بوسہ لب کے خفا نہو
وارس لو گر ہے آپکے باعث یہہ پیار کا

اے شاد شاد و خرم شادان رہیگا تو
تجہکو وسیلہ ہی تیرے پروردگار کا

اگر تو میرے پاس آتا رہیگا
تو رنج و الم دل سے جاتا رہے گا

جدائی کی آتش مین خود جل رہا ہون
مجہے اور کب تک جلاتا رہے گا

کبہی آ کے مل ہم سے اے جان جانان
یہہ کب تک تو خود کو چہپاتا رہیگا

اگر تو ملے گا نہ مجہہ سے پیارے
مرا جی نکل تن سے جاتا رہے گا

یہہ درد محبت کبہی تو کہلے گا ؛؛
کہان تک اسے تو چہپاتا رہے گا

کبھی تو کرم کر تو اے جان جانان
کہان تک تو مجھہ کو ستاتا رہیگا

پلا کر مجھے بادہ عشق ساقی
یہہ محفل مین کب تک گھماتا رہیگا

محبت کی آتش بھڑکتی رہیگی
مجھے جس قدر تو جلاتا رہیگا

کرے گی اثر کچھہ نہ رندونکو زاہد
نصیحت کہان تک سناتا رہیگا

کبھی تو ہنسادے ہمین ای فلک تو
یونہین کیا ہمیشہ رلاتا رہیگا

کرم پر رکھہ اے شاد اوسکی نظر تو
وہی دادرس کام آتا رہیگا

رونق افروز اگر وہ مہ تابان ہوتا
مین بھی اوس شوخ پہ سو جان سے قربان ہوتا

جوش پر گریہ ہمرا دیدہ گریان ہوتا
دیکھتے آپ کہ پھر نوح کا طوفان ہوتا

رونق بزم جو وہ رشک سلیمان ہوتا
مین نہ ہرگز کبھی بلقیس کا خواہان ہوتا

اے بتو تم مین اگر جلوہ ایمان ہوتا
دل و جان سے بخدا مین بہی مسلمان ہوتا

مصحف رخ کو اگر یاد مین کرتا اوسکے
نام میرا اے صنم حافظ قران ہوتا

ہوتا افسانہ عزیزو نہ یہ زلیخا کا جنون
چاک اگر یوسف مصری کا نہ دامان ہوتا

قاصد دلبر مہ رو سے ملادیتے اگر
مجھہ پہ اے حضرت خضر آپکا احسان ہوتا

یوسف دل اگر ای رشک زلیخا جھکتا
چاہ کنعان یہہ تیرا چاہ زنخدان ہوتا

وحشت دل پھر اگر جوش جنون دکھلاتا
پرزے پرزے میرا ہر تار گریبان ہوتا

رخ روشن سے جو وہ ماہ اٹھا دیتا نقاب
شرم سے ابر مین خورشید بھی پنہان ہوتا

گر خط سبز پہ عکس آنکھون کا اوس کے پڑتا
پھر وہ کیونکر نہ چراگاہ غزالان ہوتا

رخ سے آنچل جو اٹھاتا وہ سکندر طلعت
صورت آئینہ خورشید بھی حیران ہوتا

بے ثباتی چمن دہر کی گر یاد آتی
مثل سنبل ورق گل بھی پریشان ہوتا

عشق مین زلف پریشان کے پھنسا رہتا دل
عمر بھر کے لئے کاش اپنا نہ ندان ہوتا

گوشۂ چرخ ستمگار سے بجلی گرتی
وہ اگر غنچہ دہن باغ مین خندان ہوتا

مے الفت سے اگر قطرۂ حل ملجاتا
غیرت چشمۂ لب چشمۂ حیوان ہوتا

دولت حسن پہ رہزن کا نہ چھاپا پڑتا
زنگی خال جو رخ پر تیرے دربان ہوتا

ہر گل و رنگ مین جلوہ ہے اوسی کا اے شاد
راز افشا ہی نہوتا جو وہ پنہان ہوتا

کیا خوب لطف ہے جو ہے موسم شباب کا
دلبر ہو بر مین ہاتھ مین ساغر شراب کا

ساقی دے بھر کے ایک پیالہ شراب کا
فصل بہار مین ہی یہ موسم شباب کا

ان کو شب وصال بہانہ ہے خواب کا
عالم ہے میرے دل مین اپنا پیچ و تاب کا

مد نظر مین ہے رخ پر نور مصطفے
ہر روز سامنا ہے خدا کی کتاب کا

حسرت بہی ہے فراق بہی ہے انتظار بہی
بہشت پناہ جس کے رسول امین رہین
سیماب کی طرح نہین اوس کو کہین قرار
ساقی دے جام مے کہ ہے کوی نگار خلد
رکہا ہے باغبان نے پر عندلیب زار
نام علی ہے ورد زبان جس کے رات دن
اس وقت کوئی غیر نہین ہے شب وصال
وہ ولولہ نہین وہ طبیعت نہین رہی

احوال کیا کہون دل پر اضطراب کا
کیا خوف اوس کو گور کے رنج و عذاب کا
خانہ خراب ہے دل خانہ خراب کا
فردوس مین حلال ہے پینا شراب کا
جس کے عیوض چمن مین کٹورہ گلاب کا
پہر خوف اوس کو کچہہ نہین روز حساب کا
باقی کہان ہے وصل مین موقع حجاب کا
پیری مین یاد آیا ہے عالم شباب کا

اے شاد دو جہان مین فضل کریم
مجہکو وسیلہ بس ہے رسالتماب کا

عشق نے جب دل مین گہر پیدا کیا
عشق نے جیسے دم اثر پیدا کیا
یا نبی حق نے شفاعت کیلئے
لوح دل سے جب مٹا حرف دوئی
کہو دیا سب عشق مین ناموس و ننگ

درد نے اپنا اثر پیدا کیا
درد ادہر تہا سوا ادہر پیدا کیا
آپ کو خیر البشر پیدا کیا
دل نے یکتائی مین گہر پیدا کیا
جس کو مین نے عمر بہر پیدا کیا

وہ سوال وصل پر اوٹھکر سے چلے | رنج ناحق چھیڑ کر پیدا کیا
آتش فرقت ہی کیسی آگ ہے | داغ دل سوز جگر پیدا کیا
آرزوئین دل کی بر آنے لگین | اب دعا نے کچھہ اثر پیدا کیا

بیٹھے بہلا کر او سے دل دیکر شاد
ہم نے عشق فتنہ گر پیدا کیا

ہو گیا کس لیئے مشتاق زمانہ تیرا | سہل کیا خلق نے سمجھا نظر آنا تیرا
مجکو ہستی ہی مین دشوار تہا پانا تیرا | مٹ گیا مین تو ملا مجکو ٹھکانا تیرا
تجہ اشفتہ ہی سارا زمانہ تیرا | موجب فخر ہوا دہر مین آنا تیرا
اے میرے ختم رسل رتبہ والا زہا | بجز اللہ کے کسی نے نہی جانا تیرا
شافع روز جزا ساقی حوض کوثر | خیر مقدم یہہ جہان مین ہوا آنا تیرا
ہو گیا تصفیۂ بخشش امت رب سے | کیا مبارک ہوا معراج کو جانا تیرا
تیرے باعث سے کیا ارض و سما کو پیدا | ہو گیا حق کو جو منظور دکہانا تیرا
چشم خلقت سے گرا دہر مین مردود ہوا | جس کسی نے بخدا کہنا نہ مانا تیرا
جب کیا خود کو فنا ذات مین تیری ہم نے | تب کہین ہم کو ملا یار ٹھکانا تیرا
کیا تجھے یاد ہے ایجان وہ ہنگام وصال | منتین کرنا میرا منہہ کو چھپانا تیرا

سر کو پھر خم ہی تسلیم و رضا کرونگا
پہلے ہم دیکھہ تو لین تیغ لگانا تیرا

پیش قدمی کے لئے مین ہی نکل آونگا
گر ٹھہر جائے میرے گور پہ آنا تیرا

دوست دشمن پہ نظر رہتی ہی یکسان تیری
کیون نہ بیگانہ بہی ہو جاوے یگانہ تیرا

سخن اقرب کا کھلا راز تو جب جانگئے
کہ ہر شہ رگ سے بہی نزدیک ٹہکانا تیرا

جان یکروز جنون تن سے نکالی جائیگی
دیکھہ اچھا نہین ہر روز ستانا تیرا

لعل خوشرنگ کو کر دیتا ہی گویا بدرنگ
لب پہ کیسا ہی یہہ مسّی کا جمانا تیرا

اے موذن وہ میرے پہلو سے اٹہجائیگا
دیکھہ اچھا نہین یہہ شور مچانا تیرا

تو سلامت رہے ای جذبۂ عشق دلبر
جابجا دہر مین رہتا ہی فسانہ تیرا

کیا مجھے یاد نہین او بت کافر وہ دن
قتل عشاق پہ بیڑے کا اوٹہانا تیرا

تیر مژگان سے لگا شوق ہی دلبر میرے
ہے یہی ترک ستمگار نشانا تیرا

جستجو نے تیرے پہکایا عبث دیر و حرم
تہا میرے دل ہی مین ایجان ٹہکانا تیرا

فضل اوسکا ہی تو پھر کچھہ بہی نہوگا ایدل
دشمن جان ہو اگر سارا زمانہ تیرا

کام یہہ تجھکو سزاوار ہی ای بندہ نواز
جرم کرنا میرا اور ناز اوٹہانا تیرا

صد و سی سال سلامت رہو اے شاہ دکن
عدل و انصاف مین یکتا ہی زمانہ تیرا

ہے دعا شاد کی دل سے یہی ہر وقت مدام
رہے تاحشر شہا جشن شہانا تیرا ۔

نظر لطف کشادہ ہو جو اے شاہ جہان
شاد کیا بلکہ ثنا خوان ہے زمانہ تیرا

بحضرت احمد مختار کے صدقے شاد
بجد اخلد برین ہوگا ٹھکانا تیرا

دل دیکھے جس گھڑی سے مین عاشق ترا ہوا
خویش و بیگانہ دوست سبسے جدا ہوا

اے عالم آشنا جو تیرا آشنا ہوا
غرق محیط وحدت کثرت نما ہوا

دریاے عشق مین جو تیرا آشنا ہوا
گویا سوار کشتی بحر فنا ہوا

سوداے زلف یار مین جو مبتلا ہوا
قید خودی سے چھوٹ کے بند بلا ہوا

اس بحر حسن سے جو کوئی آشنا ہوا
ہر دم غریق ورطہ بحر فنا ہوا

دل مبتلاے الفت زلف رسا ہوا
بیٹھے بیٹھائے قیدی دام بلا ہوا

وہ بحر حسن جب ہوا مجھسے کنارہ کش
ہر آشنا مزاج ہی نا آشنا ہوا

عاشق کے قتل ہونیسے نادم ہو کسلیے
اچھا ہوا برا ہوا جو کچھ ہوا ہوا

میری نظر سے چھپ کے کہان آپ جائینگے
سایہ کیطرح ساتھ ہے یہ دل لگا ہوا

آنیکا مجھسے وعدہ کیا تھا جو آپ نے
آئے کبھی نہ آپ نہ وعدہ وفا ہوا

بوسہ جو مین نے مانگا تو جھنجلا کے یون کہا
ہٹو اُو منہ کو آپ کا یہ حوصلہ ہوا

فقر و فنا کا راز کہون کیا مین تجھسے شاد

بیٹھا خود دیکو جس نے وہ بیشک خدا ہوا

جفاؤن کو سبہک ستم گر بنایا | عدو اپنا تجہہ کو مقرر بنایا
تیرا کون تہا بیشتر اس سے عاشق | میرے عشق نے حور پیکر بنایا
مین دون سرو طوبی سے تشبیہہ کیونکر | تجھے حق نے رشک صنوبر بنایا
کیا دعوی خون کسی نے ہی تجہہ سے | یہہ کس کے لئے تو نے محضر بنایا
طلسمات قدرت مین حیران ہون یارب | کہ انسان کے پتلے کو کیون کر بنایا
عنایت جو پیر مغان کی ہے مجہہ پر | میری خاک کا اس نے ساغر بنایا
ہوا اسکو کہہ کر تیری فرقت مین کانٹا | تیرے عشق نے مجہکو لاغر بنایا
ہمیشہ سے نچلے رہے حضرت دل | محبت نے آخر کو مضطر بنایا

غزل شادی اوس کو جسدم سنائی
رقیبون نے منہ خشک جلکر بنایا

ڈر کے اوڑ جاتا ہی مثل ہوش دم نخچیر کا | آکے پیکان ٹہرتا ہے دلمین جسدم تیر کا
فرقت و رنج و الم سے دل ہی مضطر رات دن | پوچھتے ہو حال کیا اس عاشق دلگیر کا
مست مے اے محتسب روز ازل ہی سے ہین ہم | کب مٹے لکہا کسی سے خامہ تقدیر کا
آنکہہ مین سرمہ لگائے ہین وہ تہبیلا | رنگ نیلا ہو رہا ہے جوہر شمشیر کا

اندنون ہو کیون نہ ٹہنڈی گرمئی بازار مصر
غیرت یوسف ہی یک نقشہ ترے تصویر کا

جب سے ای وحشت ہوا ہون مبتلا دام زلف
مرغ دل شیدا بنا ہی حلقہ زنجیر کا

آسمانو نپر میری آہِ رسا کا ہے عبور
عرش پر جہنڈا چڑہا ہی نالۂ شبگیر کا

نے فقط دیر و حرم مین اوس کے جلوہ کی ہی دہوم
سب خدائی مین ہے شہرہ اس بت بے پیر کا

خون رلواتا ہی مجہکو حسرت پابوس مین
طایر رنگ حنا ہی پر بنا ہی تیر کا

ہون شہ ملک دکن کی آستان بوسی پہ شاد
مین نہین خواہان ہون ہرگز منصب و جاگیر کا

ہین ترے حامی محمد شاد گہبراتا ہی کیون
آج کل ہی اوج پر نیر تیری تقدیر کا

دل مین جب عشق خدا پیدا ہوا
سوز حب مصطفے پیدا ہوا

غیر کی اب اسمین گنجایش کہان
دل مین عشق دلربا پیدا ہوا

ہوش عارض دیکہکر اوڑنے لگے
پہر غشی کا عارضا پیدا ہوا

بوسۂ لعل لب جان بخش سے
آب حیوان کا مزا پیدا ہوا

کیا پچہین سودے زلف یار سے
دل مین عشق اژدہا پیدا ہوا

آج شب ہے اس بت کی تصویر کا اثر
دل مین اور یک مہ لقا پیدا ہوا

ذات مین اوس کے ہوا جسدم فنا
مین ہوا پنہان خدا پیدا ہوا

جب تصدق یار کے سر پر ہوا | چند بھی بن کر ہما پیدا ہوا

خاک میں مل کر کیا حاصل نشان | جب سما میں نقشِ پا پیدا ہوا

کفر کو چھوڑا رہِ اسلام لی | جب سے عشقِ مصطفےٰ پیدا ہوا

شاد کعبہ سے مدینہ جائیں گے
عشق احمد رہنما پیدا ہوا

غزل در تہنیت و مدح عارف اللہ رہبرِ راہِ یقین حامیِ دین متین شاہ محمود میاں صاحب دام کرامتہ

آج کی شب وہ حبیبِ شاہِ دین پیدا ہوا | بندۂ مقبولِ رب العالمین پیدا ہوا

جس پہ آئینہ ہے حیران وہ حسین پیدا ہوا | رشکِ یوسف ماہ طلعت مہ جبین پیدا ہوا

واقفِ اسرارِ اربابِ یقین پیدا ہوا | آج محمودِ دو عالم قطبِ دین پیدا ہوا

ہو مبارک تم کو ای دلبستگانِ بزمِ خاص | آج خاصانِ خدا کا ہمنشین پیدا ہوا

ساکنینِ عرش کہتے ہیں نہایت فخر سے | آج کی شب صاحبِ عرشِ برین پیدا ہوا

خانۂ دل کیوں نہ ہو آباد میرا دوستو | اس مکان کا وہ مکین دلنشین پیدا ہوا

ہو گیا سارا جہان انکا مسخر اور مطیع | جب وہ محمودِ زمان قطبِ زمین پیدا ہوا

طالبانِ راہِ مولیٰ کو شاد و یہہ خبر | آج کی شب رہبرِ راہِ یقین پیدا ہوا

نازنینانِ جہان کو جس سے ہی راز و نیاز — وہ حسینانِ جہان کا نازنین پیدا ہوا

کافر و ملحد جو تھے سارے مسلمان ہوگئے — جب کہ دنیا مین وہ شاہِ مسلمین پیدا ہوا

خوفِ عصیان سے نہ ڈر آئیشاد بخشا جائیگا

تیری بخشش کیلئے وہ شادین پیدا ہوا

دل یہہ کہتا ہی منگاؤن آج دلبر کا جواب — دیکھیے آتا ہے کیا اپنے مقدر کا جواب

آیت لولاک لایا رب نے جسکی شان مین — کوئی پیغمبر نہین ایسے پیمبر کا جواب

حسن مین دلبر مرا ہی مہر و مہ سے بیشتر — کوئی کب دنیا مین ہوگا ایسے دلبر کا جواب

مین کراماً کاتبین سے نامہ لونگا حشر مین — گم کیا ہے پیک نے میرے ستمگر کا جواب

غوثِ اعظم کا وسیلہ تجھکو ہی محشر مین شاد

کس کا کیا مقدور پوچھے تیرے دفتر کا جواب

ہم سے تم نے نہ کچھہ کہا مطلب — آپ سے ہمکو کچھہ کیا مطلب

یا الٰہی طفیل مولے سے — بر لے آ تو یہہ سب میرا مطلب

شاہ ملکہ دکن رہین آباد — بس یہی دل سے ہی میرا مطلب

ایک دن بر مین آ تو اے دلبر — پھر کہونگا یہہ سب کھلا مطلب

رکھہ سلامت خدا امیر سے جد کو — یہی ہر دم ہے مدعا مطلب

راز وا کا بیان کرون مین کیا
جاننا ہے میرا خدا مطلب

شاد کو بس طفیل حضرت سے
سخن اقرب کا مل گیا مطلب

کوچہ یار مین جو جا پہونچا
ابتدا انتہا کھلا مطلب

من عرف سے جو شاد شاد ہوا
دمبدم ہے انا آنا مطلب

بخت جاگے آگیا میر اسفر سے آفتاب
جلوہ گر ہے رخنۂ دیوار و در سے آفتاب

صبح کو نکلا تھا گرچہ کروفر سے آفتاب
ہو گیا ہے منفعل اوس عشوہ گر سے آفتاب

آسمان پر گر گرے برق نگاہ تند یار
ابر مین رہتا چھپ کر اوسکے ڈر سے آفتاب

اپنے رخ سے گر نقاب اولٹے وہ مہر ماہ وش
گر پڑے بیتاب ہو کر چرخ پر سے آفتاب

طرہ الماس ان کے سر پہ جب آیا نظر
ہو گیا دہوکا کہ یہ نکلا ہی سر سے آفتاب

دیکھتا ہے رشک سے جب وہ تیری تصویر کو
نور برساتا ہے اپنے چشم تر سے آفتاب

ہیبت شاہ دکن کا شاد یہ شہرہ ہے آج
کیون نہ نکلے کانپتا جیب سحر سے آفتاب

مے و ساقی و گلعذار عجب
آج ہے موسم بہار عجب

چشم مخمور قامت اوس گل کا
نرگس و سرو جویبار عجب

چشم بد دور طرفہ حسن و جمال — ہے یہہ دلدار طرحدار عجب

کرتے ہین شور بلبل و قمری — دیکھو گلشن مین ہے بہار عجب

بس تیرے دل کو فضل مرشد سے — من عرفنا کا ہوا اظہار عجب

صاف خالی کئے ہین خم خانے — مین ہون دنیا مین میگسار عجب

اوس کے مژگان کی ہے کھٹک شب و روز — گویا چبھتا ہے دل مین خار عجب

وصف محبوب شاہ کیا کیجئے — ہے جہان مین یہہ شہریار عجب

شاد تمکین کی استعانت سے
ہین رقم شعر ابدار عجب

اس کی محفل مین نہ کیا کیا حظ اٹھاتے عندلیب — شمع پر پروانہ سا بنکر جو آتے عندلیب

ہاتھ سر کیون دے خزان پر آخر پیدا کرکو — روئے گل گلشن مین آکر دیکھ پاتا عندلیب

گل کی صورت دیکھکر محو حقیقت ہوگئی — ہر طرف سے تھی آتا گل کی صدا اے عندلیب

وہ تو بے خود ہو گئے اوس لالہ رو کو دیکھکر — نالہ زن گلشن مین ہم بھی تھے بجا اے عندلیب

پھر چمن مین جوش تھی مستانہ آئی ہے بہار — ہے الا یا ایہا الساقی ندا اے عندلیب

ہون مدام اے شاد شادان خسرو ملک دکن
ہے گلستان مین بھی ہر دم دعا اے عندلیب

بارِ غمِ فراق سے ہونٹوں پہ جان ہے اب
مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب

جھوٹے عنایتوں کا کریں کیسے اعتبار
قاتل سے غیر قتل بھلا کیا گماں ہے اب

کرتے ہو وعدہ وصل کا لیکن وفا نہیں
یہ انتظار ہی اجل ناگہاں ہے اب

روئے صنم پہ برقع شامی کا ہے چھپنا
گویا کہ شمس ابر شفق میں نہاں ہے اب

فکر دوئی مٹا کے تو اب چشم دل تو کھول
جلوہ خدا کا ہر رگ و پے میں عیاں ہے اب

ہنستے ہو سن کے آپ ہمارا یہ حال غم
آہ و فغاں سے کام ہمیں اے میاں ہے اب

قائم شہ دکن رہیں استاد تا ابد
خلق خدا کو جس سے کہ امن و اماں ہے اب

کچھ بھلا منہ سے تو فرمائیے آپ
اس قدر ہم سے نہ شرمائیے آپ

آتے ہیں تو ابھی آجائیے آپ
یا نہیں تو ہمیں بلوائیے آپ

عشق میں ہم ہیں ازل سے شیدا
طعن اب ہم پہ نہ فرمائیے آپ

ایک بوسے کے لئے اتنا غضب
رحم پر کچھ بھی تو آجائیے آپ

غیر پر اتنی عنایت ہے تمہیں
ہم پہ اس طور نہ گرمائیے آپ

ایک بوسہ کے لئے اے میری جان
اسقدر ہمکو نہ ترسائیے آپ

چہرہ پر آپ کے وحشت ہے نمود
اپنے دل کو ذرا بہلائیے آپ

آہ تک بھی نہ زبان سے نکلے
عاشقوں سے نہیں پہونچے گا ضرر
مانگا ایک بوسہ جو بیٹھے تو کہا
ہوتے ہو دیکھتے ہی جبین بہ جبین
رہے قایم شہ والا یا رب

گر میسر ہو نہ سکے ہی اٹھو آپ
دل مین اپنے تو نہ گھبرائے آپ
دیکھو منہ کی نہ کہین کھاے آپ
اس قدر ہم سے نہ کڑواے آپ
یہہ دعا شیخ جی فرماے آپ

شاد اگر چھپتے ہو قربت آن
نحن اقرب کو بیان پاے آپ

رہتا ہی روز شب مجھے از بس خیال دوست
مسجد سے کچھ غرض نہ کلیسا سے کام ہے
قرآن سے کام ہے مجھے مطالعہ بید

یارب نصیب ہو مجھے ہر دم وصال دوست
آنکھون مین جلوہ گر ہی ہمارے جمال دوست
ہی کان مین بھرا ہوا میرے مقال دوست

کامل ہوئی نگاہ جو مرشد کی شاد پر
فی الفور دل مین بس ہی گیا پھر جمال دوست

بادہ الفت سے تیرے ہین ہم بھی سرشار مست
چشم اوس بت کی جو دیکھی ہو گئے سب یکبار
جب کیا دعوے انا الحق کا ہمارے عشق مین

شیخ مست و زہد مست و کافر و دیندار مست
صاحب تسبیح مست و صاحب زنار مست
ہوگیا منصور بیخود ہمکے ذوق دار مست

زاہد اپنی زہد و تقوی مین پڑا سوکہا کرین
ہمتو اپنے یار کے ہین دید مین سرشار مست

عکس تیرے روئے رنگین کا پڑا جیسے ہو وے
شاخ مست و برگ مست و غنچہ و گلزار مست

بادۂ گلگون سے کب ہوتا ہی رندونکو سرور
وہ پلا ساقی مے وحدت کہ ہون یکبار مست

غیر کی ہستی سے ہمکو کچھہ غرض ہرگز نہین
شاد اوسکے عشق مین ہی جاودان ہر بار مست

روٹھا ہی مجھہ سی وہ بت غنچہ دہن عبث
مجھہ پہ خفا ہے وہ میرا گل پیرہن عبث

ہی عندلیب فکر ہوا سے چمن عبث
اندوہ و رنج و یاس و غم گلبدن عبث

حمد خدا و نعت رسول کریم کا
کیا کر سکین بیان لب و کام و دہن عبث

مین نے تو دوستو نہ کسیکا برا کیا
دشمن میرے بنے ہین یہہ اہل وطن عبث

پہنکوا دو یون ہی عاشق بیکس کی نعش کو
ہے خواہش و تجسس گور و کفن عبث

تا کی امید زیست کہ مرنا ہی ایکدن
ہو گی یہہ سب موافقت روح و تن عبث

یک دن بہار باغ جہان ہے خزان کی ہاتھہ
ہے آہ و زاری دل مرغ چمن عبث

شیرین کا تجھہ سے وصل تو آخر نہو سکا
محنت یہہ تیری ساری گئی کوہ کن عبث

سجدہ جو بت کو کرتا ہے ہرگز روا نہین
کیون پہوڑتا ہی سر کو تو اے برہمن عبث

جامہ دری نہ خلعت سرکار عشق ہی
اے دل نہ چاک ہو یہہ تیرا پیرہن عبث

نادان و بیوقوف سمجھو تو اونکو شتاؤ
جو لوگ کہتے ہین کہ ہے فکر سخن عبث

آفتاب آیا ہمارے گھر مین آج
نور پھیلا جس سے سارے گھر مین آج

یار آیا ہے خوشی سے بر مین آج
کیون نہ جلسہ ہو ہمارے گھر مین آج

جلوہ اوس کا چھا گیا ہے چو طرف
ہے تجلّی دیکھو کیا اختر مین آج

گم ہوا ہے نامہ اوس کا یا نصیب
ڈھونڈتا ہون صبح سے دفتر مین آج

مل گیا ہی یار بھی اغیار مین
شور و غل ہے اس قدر لشکر مین آج

جس طرف دیکھو اوسیکا ہے ظہور
اوس کا ہی جلوہ ہے بحر و بر مین آج

لطف سے ساقی نے اک مدت کے بعد
بادہ رنگین بھرا ساغر مین آج

طرۂ مقیش ان کے سر پہ ہے
جانا مین نکلا ہے سورج سر مین آج

کس سے دل برکا آیا ہے خیال
جان و دل ہین میرے جو چکر مین آج

وصل کی شادی ہو دل مین شاد کی
شادیانے بجرہے ہین گھر مین آج

میرے گھر کو جو وہ آیا ہی تو آیا دم صبح
مگر افسوس کہ مجھکو نہ جگایا دم صبح

لے خبر جلد کہ بیمار کی حالت ہے بری
جو وہ زندہ ہی رہیگا تو ہے تا دم صبح

ہوش آتا بھی تو آتا ہے بوقت آخر
آنکھیں بھی ہوئیں سوتوں کی تو وا دم صبح

شب فرقت میں تیری یاد میں ایسا رویا
موجزن گھر میں ہوا اشک کا دریا دم صبح

کس بلا کی ہے تیری وعدہ خلافی اے یار
منتظر آپکا بیٹھا میں رہا تا دم صبح

جام ہاتھ سے اوس کے جو پیا میں شب وصل
رات سے نشہ کا عالم تھا دوبالا دم صبح

اسکو جانا تھا کسی حال جو اپنے گھر کو
بد مزاجی کا کیا اوس نے بہانا دم صبح

میرے نالوں نے عجب دھوم مچائی شب ہجر
سارے عالم میں پڑا ایک تہ و بالا دم صبح

مغتنم جان ائے اس عیش دو روزہ کو شاد
پھر نہ تو ہی نہ تو ساقی نہ تو مینا دم صبح

ہے میرا سوز جگر شمع شبستان کیطرح
داغ دل روشن ہوں کیونکر چراغاں کیطرح

ہار موتی کا دیا اوس نے جو اپنا غیر کو
راتدن رویا کیا میں ابر نیسان کیطرح

داغ ایسے کھائے ہم نے لالہ رو کے عشق میں
ہوگیا گلزار سینہ بھی گلستان کیطرح

جسطرف دیکھوں نظر آتی ہے صورت آپکی
محو حیرت ہوگیا ہوں میں ہی حیران کیطرح

تیغ کو جلاد کے پیدا ہوا شوق وصال
وہ لپٹتی ہیں گلے سے میرے قربان کیطرح

ایک بھی امید اس سے بر نہ آئی وا حسرت
آرزوئیں رہ گئیں سب دل میں ارمان کیطرح

جب سواد شام ہجران کا اثر پیدا ہوا
ہوگئی خاطر پریشان زلف جانان کیطرح

مصحف رخ کی تلاوت کر رہا ہوں رات دن
دیکھتا ہوں روئے جانان کو میں قرآنکی طرح

اس کی محفل میں ہزاروں آہ اور اشک چلے
میں ہی جلتا رہ گیا شمع شبستانکی طرح

ایک آنسو بھی نہیں تھمتا الٰہی خیر ہو
اشک آفت ڈھا رہے ہیں موج طوفانکی طرح

اوج پر اے شاد تیرا نیر اقبال ہے
کیون نہ چمکیگا بھلا مہر درخشانکی طرح

خاص ہیں اسرار حق اسرار شیخ
معنی قرآن ہے سب گفتار شیخ

عاقبت کا کچھ تو سودا کیجے
حضرت دل گرم ہے بازار شیخ

صورت حق کی حقیقت کھل گئی
جب میسر ہو گیا دیدار شیخ

دل کی دل کو کیون نہیں ہوتی خبر
ہر نفس میرا بنا ہے تار شیخ

کیون نہ پل میں لامکان پر ہو گذر
اوج پر ہے رتبۂ رفتار شیخ

ہے تصور جب سے دل میں شیخ کا
بن گیا ہوں صورت دیوار شیخ

زاہدون کو چاہیے خلد بریں
شاد کو بس سایہ دیوار شیخ

ہے شان الٰہی جو شان محمدؐ
دو عالم ہنا مدح خوان محمدؐ

یہی کہتے ہیں عاشقان محمدؐ
خدا کا مکان ہے مکان محمدؐ

ہماری زبان کو کہان ہی یہہ قدرت
کرین ہم جو ہر دم بیان محمدؐ

یہی دل کی خواہش یہی آرزو ہے
مرا سر ہو اور آستان محمدؐ

کسی کی ہوئی ہی نہ ہوگی کسی کی
ہوئی جسطرح عز و شان محمدؐ

حقیقت سے آنکھون سی دیکھا تو سمجھا
سے ہے عرش علی آستان محمدؐ

وہ مردود ہین اور دشمن خدا کے
جہان مین جو ہین دشمنان محمدؐ

وہ سبطین پیارے وہ خاتون جنت
حقیقت مین ہین جسم جان محمدؐ

وہی بخشے جائین گے روز قیامت
رہین گے جو زیر نشان محمدؐ

نہ جنت کی شادی نہ دوزخ کا غم ہے
یہہ سب بے خوف ہین عاشقان محمدؐ

شفاعت تیری شاد کیونکر نہوگی
کہ دل سے ہے تو مدح خوان محمدؐ

قاتل کو جسگھڑی ہوا میرا گلو پسند
خنجر نے کہدیا ہی مجھ سے ہے طلو پسند

کرتا ہی غیرت کو جو اپنی مین تو پسند
ہو کس طرح سی یار کو تیری یہہ خو پسند

آیا جو میری آنکھہ کو وہ خوبرو پسند
دل نے کہا پکار کہ مجھکو ہی تو پسند

بیمار عشق طالب درمان درد ہی
عاشق کو وصل یار کی ہی آرزو پسند

مایل ہی تیری ناز و ادا پر یہہ دل مرا
کیونکر نہ عندلیب کو ہو رنگ و بو پسند

عشق صنم مین روز جھکاتا ہون خم کی خم
ساقی وہ مست ہون کہ ہے جام و سبو پسند

ہنگام قتل سجدۂ شکرانہ کے لئے
کرتا ہون آب تیغ کو بہر وضو پسند

جنت کا وصف کوئی صنم چھوڑ کر نہ کر
واعظ تیری ہنین ہے مجھے گفتگو پسند

مجنون ہین یاد لیلی محمل نشین مین ہم
ناقہ کو کاروان کی ہے جستجو پسند

جب تک خودی تھی مجھہ مین تو مین خود پسند تھا
میٹا خودی کو مین نے جب آیا ہی تو پسند

غیرون نے شاد و ربط بڑہایا ہے اندنون
کیونکر مزاج یار نہو پھر عدو پسند

گردن مین ہی رشتہ دار تعویذ
ہے اس کے گلے کا ہار تعویذ

ہے نقش لکھا ہوا یہ سب کا
لٹ مین ہنین نقش دار تعویذ

چوٹی کے لٹک رہا ہے لٹ مین
یا گنج پہ ہے یہ مار تعویذ

بوبکرؓ و علیؓ عمرؓ و عثمانؓ
میرے ہین یہ چار یار تعویذ

ہوتی ہنین زلف کی بلا دور
باندہین وہ اگر ہزار تعویذ

پی لین پہ ہول دل تو بس ہے
دہوکر وہ میرا مزار تعویذ

کیون اس سے نہ چشم بد کو روکی
ہے رخ کے لئے حصار تعویذ

پڑہجائے ہماری تموت دل
باندہے جو وہ ذی وقار تعویذ

کیونکر نہ کرون مین رشک اے شاد

اس بت سے ہے ہمکنار تعویذ

ہوا جو عشق ہین مین مبتلاے درد جگر

ہوئی نہ حیف کسی سے دواے درد جگر

تڑپ تڑپ کے بصد اضطراب و بیتابی

تمام رات کہا دل نے ہاے درد جگر

چھپاے سے کہین چھپتی ہے بوے مشک ختن

الٰہی کوی کہان تک چھپاے درد جگر

تڑپ کے جان جو نکلی ہوا یہی ثابت

کہ جان کھوتا ہے بس انتہاے درد جگر

رضا جو تیری ہو جانان ہین اسمین ہم راضی

ہے اختیار ترا جو بڑھاے درد جگر

لڑائی آنکھ تھی کس فتنہ گر سے کہہ اے شاد

جو ہو گیا تجھے بیٹھے بٹھاے درد جگر

عدو کی چشم مین کھٹکا خس کوے بتان ہو کر

کیا کار توانائی یہہ مین نے ناتوان ہو کر

رہی ہو عالم اجسام مین جان جہان ہو کر

کدہر آے جناب شاد صاحب ہم کہان ہو کر

حوادث سے بچالے سینہ پر داغ کو یارب

چمن پھولا پھلا جاے نہ تاراج خزان ہو کر

بروز حشر اے بیت تیرے دیوانونکی وحشت سے

اڑیگا دامن صحراے محشر دھجیان ہو کر

چڑھایا خاکساری نے عروج اوج پر مجھکو

رہا آنکھون مین گردون کے غبار کاروان ہو کر

میرے گھر آتے آتے وہ رقیبونکی چلے گھر کو

گئی بختاوری میری نصیب دشمنان ہو کر

ٹھکانا یار کا ہر جا ہے لیکن مل نہین سکتا
مکان بھی ہو گیا نظرون سے غایب لامکان ہو کر

حرم سے پھر نکل کر جا رہا ہون سوے بتخانہ
مرید مغ بنے ہے شیخ کیون پیر مغان ہو کر

لگے ہو گالیان دینے جو میٹھی میٹھی باتون مین
یہہ کیسی بدکلامی آ میان شیرین زبان ہو کر

میری طرز محبت کو عداوت غیر لکھتے ہین
کہین بگڑے نہ وہ اپنی گمان مین بدگمان ہو کر

اشاران سے مژگان کے رقیبون جو ہوتے ہین
جگر مین عاشقون کے چبھ رہے ہین برچھیان ہو کر

خود دیکھو ہم نے کہو یا جب ہوا حاصل وصال اسکا
نشان یار پایا شاد نے جب بےنشان ہو کر

سن کے وصف کاکل پیچان دراز
ہو گئی ہے عمر خضر ایجان دراز

سرو سے تشبیہہ کیونکر دیجئے
ہے کئی درجہ قد جانان دراز

عمر تھوڑی ہے بیان کیونکر کرون
قصۂ طول شب ہجران دراز

رشتۂ طول امل کوتاہ ہے
کر نہ تو دست ستم ایجان دراز

تنگئ میدان دنیا دیکھہ کر
پاؤن مرقد مین کرے انسان دراز

ہے اٹھی جب تلک طول امل
ہووے عمر حضرت سلطان دراز

شاد دنیا کی ہوس کیونکر مٹے
ہے یہہ مثل مدت زندان دراز

رکھلوں نہ کیوں میں دلکو بغل میں دبا کے پاس
جاتا ہے مجھکو شاد بت بیوفا کے پاس

ہم آشنا سے ہجر غم و رنج کیوں نہوں
دعوت ہے اونکو روز ہر ایک آشنا کے پاس

ظلم و ستم کو اوس بت کافر نہ بھول جا
انصاف ہوگا حشر میں اکدن خدا کے پاس

پہونچا جو اوسکے در پہ تو دل نے کہا مجھے
مدت کے بعد پہونچے ہیں نا آشنا کے پاس

پہلو میں دل کے کیوں نہو تصویر یار کی
بتخانہ جا سے ہے حرم کبریا کے پاس

زخمی ہزاروں جنبش مژگان سے ہو گئے
کیا کیا سنان و تیر ہیں تیری ادا کے پاس

پابوس تک جو ہم کو نہیں اسکے دسترس
بیٹھے ہیں سر لگائے ہوئے نقش پا کے پاس

پیچ پیچ راستہ ہے بلا کا ہے سامنا
اے دل سنبہل کے جا کے زلف رسا کے پاس

شاہ دکن ہمیشہ رہیں شاد با مراد
میری یہی دعا ہے ہمیشہ خدا کے پاس

زاہد کو جسطرح سے ہے اوقات کی تلاش
رندوں کو ساقیا ہے خرابات کی تلاش

کیوں دل کو ہو نہ بوسۂ گیسو کی آرزو
دایم گدا کو رہتی ہے خیرات کی تلاش

شہ رگ سے بھی قریب ہے قرآن میں کہا
نادان ہے جا بجا جو کرے ذات کی تلاش

دل کو بلائے زلف کی ہے لو لگی ہوی
عاشق کو ہے مصیبت و آفات کی تلاش

عقدے کہلیں گے کیسے جو مشکلکشا نہو
دل دے ہے مجھکو قبلہ حاجات کی تلاش

آئینہ آگے رکھتے ہی صورت نظر پڑی
ہم نے صفات یار سے کی ذاتکی تلاش

مسجد مین میکشی کا ہی زاہد تجھے خیال
گھر مین خدا کے بھی ہی خراباتکی تلاش

ہے بے نیاز سب سے غنی اوسکی ذات ہی
ہرگز نہین ہے اوسکو کسی باتکی تلاش

خواہش بھی ہی شاد کی دیدار ہو نصیب
مجھکو نہین ہی کشف وکرامات کی تلاش

بڑھ گئی زلف سیہ فام کی حرص
مرغ دل کو ہے مرے دام کی حرص

آرزو دید کی ہے آنکھون کو
میرے کانون کو ہی پیغام کی حرص

نشۂ عشق سے ہون مست شراب
ساقیا مجھکو نہین جام کی حرص

عشق مین کھو دئے ننگ وناموس
نہین رندون کو کبھی نام کی حرص

چین وآرام جو کھو بیٹھے ہین
عاشقون کو ہے کب آرام کی حرص

چکھہ چکے عشق بتان کا تو مزہ
اب فقط باقی ہے اسلام کی حرص

اس نے ایک بھی نہ لکھا خط کا جواب
کیا کرین نامہ وپیغام کی حرص

عشق ہے خام بتون کا اے دل
تو نہ کر اب طمع خام کی حرص

وصل کی شب مین کہون گا اوس سے
دل مین ہے بوسہ ودشنام کی حرص

جب نہین بنتی ہے کچھ صورت وصل
کیا کرین غسل کے حمام کی حرص

ایسے بدنام ہوئے الفت مین ۔ ننگ کی کچھہ نہ رہی نام کی حرص

دیکھکر چوٹی کا تیرے گجرا ۔ بلبلون کو ہوئی گلدام کی حرص

عشق مین تیرے ہوئے خانہ بدوش ۔ رہی ہمکو نہ در و بام کی حرص

قبر میکش سے یہہ آتی ہے صدا ۔ باقی اب تک ہے مے و جام کی حرص

ہند سے شام کو پہونچا تو ہوئی ۔ مجھکو بھی زلف سیہ فام کی حرص

کعبۃ اللہ کو جو پہونچے ای شاد
دل نے کی جامۂ احرام کی حرص

جو لامکان ہے اوسی کچھہ نہین مکان سے غرض ۔ زمین سے اوسکو غرض ہے نہ آسمان سے غرض

حرم مین دیر مین بتخانہ مین کلیسا مین ۔ جدھر وہ یار ملے ہے ہمین وہان سے غرض

اگر ہی دونون جہان مین تو تجھسے مطلب ۔ نہ یان سے ہمکو غرض ہی نہ کچھہ وہان سے غرض

ہوئے ہین مستعد قتل ہم رضا پہ تری ۔ ہے سر کٹانے سی مطلب نہ امتحان سے غرض

فراق گل سے چمن مین ہے نغمہ زن بلبل ۔ نہ آشیان سی غرض نہ باغبان سے غرض

مین در پہ دوسرے جاؤنگا کسطرح ای شاد
مجھے تو شاہ دکن کے ہی آستان سے غرض

لکھتا ہون مین روز روز اوسکے بار بار خط ۔ لکھتا نہین جواب مین وہ گلعذار خط

رحم آئیگا کبھی تو کسی خط کو دیکھ کر
اوس گل کو مین نے لکھے ہین بلبل ہزار خط

اللہ رے اشتیاق کبوتر ملا جو ایک
ہر ایک پر کی باندہ دئے چار چار خط

پہونچا نہ یار کو نہ تو واپس ہوا مجھے
سمجھے یہ سمجھ کیا ہوا میرے پروردگار خط

دیکھا پیام وصل تو مین نے بفرط شوق
آنکھوں سے دل پہ سر پہ رکھا بار بار خط

چٹھی پٹھائی ہے جو رقیبون نے کچھ ادو
پڑھتا نہین کبھی وہ مرا نیہار خط

شاید کہ طول ہو سے پڑھتا نہین وہ شاہ
اب سے لکھین گے اوسکو بہت اختصار خط

عمر بھر دم تو یون نہ کہا واعظ
ہان میرا ذرا اٹھا واعظ

شام تک بیٹھ کر سر منبر
صبح سے بک رہا پھر گیا واعظ

وعظ کس کو ترا کرے گا اثر
چپ بھی رہ کر خدا خدا واعظ

زندہ ہین ہم نہ کر مذمت مے
پھر نہ ایسی کبھی سنا واعظ

کچھ تو پی ہوگی آج اس نے شراب
جو کہ اتنا بہک گیا واعظ

عیب جیتی نکر تو رندون کی
عفو کر دے گا سب خدا واعظ

دخت رز کے ہین ہجر مین بیمار
اس مرض کی تو کر دوا واعظ

آج انکار ہم سے کرتا ہے
مے جو اوس روز پی گیا واعظ

شاد کرتا ہے پند رندون کو
لوگ کہتے ہین جیسی گیا واعظ

ہین جو دلمین یہہ ہمیشہ ارمان جمع
حضرت عشق کے ہین سامان جمع

ہو اگر خاطر پریشان جمع
کیجیے حال زلف پیچان جمع

آرزو خواہش اور شوق امید
میرے دلمین ہین سب یہہ مہمان جمع

غمزہ و عشوہ اور ناز و ادا
سب تیری جان کی ہین خواہان جمع

خال مشکین نہین ہین چہرے پر
ہین در حسن کے یہہ دربان جمع

اس سے پڑتا ہی تفرقہ دل مین
مال کیون کرتے ہین یہہ انسان جمع

دونو رخسار و خط سے خالق نے
کیئے دو جلد مین ہین قران جمع

ایک تو وہ تیرے اشارون کا
دلمین رکھتا ہون مثل پیکان جمع

مرحبا جلد آ تو جوشش جنون
تا کہ ہو جاہین جیب و دامان جمع

آج زخمون کو کیون مزا نہ ملے
کیے اس نے کئے نمکدان جمع

طبع کی گر یون ہی روانی ہے
کیون نہو جائے یہہ اپنا دیوان جمع

داد کیونکر نہ دین سخن کی شاد
اچھے اچھے ہین یان سخندان جمع

گلہ نہین جو نہو گور مین ضیاے چراغ
ہجوم داغ جگر سے ہے ہمین بجاے چراغ

کسی رقیب نے اونکو پڑہائی ہے پٹی
نہ آئے قبر پہ میرے نہ وہ جلاے چراغ

حوادثات مین ایسی گذر رہی ہے عمر
ہوا کے زور سے جسطرح جہلملاے چراغ

نقاب منہہ پہ جو ڈالے ہو فائدہ کیا ہے
چہپے نہ پردۂ فانوس سے ضیاے چراغ

مرے جو ہم سرِ قشقہ و عشق ابرو مین
بتون نے مسجد و درگاہ مین جلاے چراغ

ہمین تو چہرۂ روشن دکہا کے خلوت مین
وفور شرم سے اوس شوخ نے بجہاے چراغ

خدا بچاے ہمیشہ عدو کے جہو کون سے
کوئی خزان مخالف سے کیا چہپاے چراغ

ہمین ہے خوف اندہیرے کا گور کی ہرگز
طلوع مہر رسالت جو ہو بجاے چراغ

مجہے تو شمع رسالت کا عشق ہے اے استاد
نہین ہون صورت پروانہ آشناے چراغ

فضل رب سے گو سراپا افضل و اعلی دماغ
راز احمد پا سکون مجہہ مین کہان استاد داغ

آنکہہ بہر حوران جنت کو نہین جو دیکہتا
بندۂ رب العلی کا عرش پر ہے کیا دماغ

شاہ چندا کا حقیقت مین بہرون کیونکر نہ دم
فیض بخشی سے اونہین کے ہو گیا اعلی دماغ

میر محبوب علی شاہ دکن کا ہے مطیع
کیون نہو وے عرش پر ای شاد اب تیرا دماغ

عارضی ہے یہ رنگ دو دن مین مٹ جائیگا
حسن پہ اے جان تمہین لازم نہین اتنا دماغ

چھوڑ دی یاد الٰہی کو بتون کی دھیان نہین
زاہدا کاہی کو ایسا ہو گیا تیرا دماغ

وصل کی شب ہو گلے آکر لپٹ جا بیدریغ
کر نہ میرے ساتھہ اتنا ای بت رعنا دماغ

جان و دل کو صرف کرتا ہون خدا کی راہ مین
حاتم طائی سی بڑھکر کیون نہو میرا دماغ

تھی کوئی وہ دن کہ ہمدم تہا جواب آتا نہین
اے بت کافر بلانی پر تجھی اتنا دماغ

روک لے اپنی زبان پند و نصیحت سے گذر
ناصحا یک بک سے تیری پک گیا میرا دماغ

شاہ کے الطاف سے حاصل ہے تخت سروری
ہو گیا تاج اطاعت سی میرا بالا دماغ

شاعری آسان نہین جو مشقت سے نہ آئے
شعر کیا لکھون کہان سے لاؤن نہین استاد دماغ

تو ہے خاکی بس تجھے اب خاکساری چاہیے
یہہ تکبر الامان اے شاد یہہ تیرا دماغ

بیان بتون کے الٰہی کرون نہین کیا اوصاف
مزاج مین نہین ان ظالمون کے کچھہ انصاف

ترا وہ حسن خدا داد ہے صنم بخدا
کوئی نظیر نہین جسکا قاف سے تا قاف

نہ بہول ظلم و جفاؤن کو اب بت بیدین
بروز حشر ترا میرا ہوئیگا انصاف

خطا ہوئی جو لیا مین نے بوسہ گیسو
کرو خدا کے لئے جان من قصور معاف

حسین و شوخ و جفاجو و جانستان عیار
کہان تک اب بت رعنا کرون تیرا اوصاف

خدا ہے قادر مطلق ہے عادل و منصف
پسند کیون نہو خالق کی عدل اور انصاف

ہوئی توجہ کامل جو پیر کی اے استاد
میرا یہہ آئینۂ دل ہوا دوئی سے صاف

غمزہ ناوک قضا ہے عشق — عاشقوں کے لئے بلا ہے عشق
آفت جان و فتنۂ محشر — پوچھتے کیا ہو مجھہ سے کیا ہے عشق
اثر عشق سے ہو بے بہرہ — کیا بتاؤں تمہیں کہ کیا ہے عشق
جیسے پتھر میں ہے شرر پنہاں — پردۂ دل میں آ چھپا ہے عشق
کس مزہ کو میں اوسپہ دوں ترجیح — نعمتِ زیست کا مزا ہے عشق
ایک سے ایک بڑھکے ہیں ظالم — دلربا تو تو جاں ربا ہے عشق
خوفِ طوفان غم نہیں اوس کو — جس سفینہ کا نا خدا ہے عشق
بوالہوس کو نہیں ہے قدر اوس کی — عارفوں کو خدا نما ہے عشق
تونے مانا نہ اسے دلِ ظالم — کیوں نہ کہتے تھے ہم برا ہے عشق
ہم میں اوس میں رہیگا کیوں نہ خلاف — باوفا ہم تو بیوفا ہے عشق

اس مرض کی دوا نہیں اے استاد
سچ تو یوں ہے کہ لا دوا ہے عشق

آنکھہ نے فرقت میں وہ ندی بہائی افلاک — تیری کشتی دیکھہ لی چکر میں آئی افلاک

عشق مین جو کچھ مصیبت ہمپہ آئی الفلک
ہمنے مرا نہ وہ سب سر پہ اوٹھائی الفلک

دن پھرین کیا گردش قسمت سے اپنی عمر بھر
انتظار وصل ہی مین موت آئی الفلک

تابکے ضبط فغان فرقتین ہم کرتی رہین
عرش تک نالون کی اب ہوگی رسائی الفلک

کھینچکر وہ تیغ آتا ہے مگر پھر امان
تیری سفا کی کی دیتا ہون دہائی الفلک

جامۂ ازرق کا تیری حال سب پر کھلگیا
رات دن پھرتا ہے کیون کرتا گدائی الفلک

ملگئی مٹی مین ہم جب بھی نہین نکلا غبار
تیرے دلمین خاک ہے ہمسے صفائی الفلک

اب تو نوبت آگئی ہے وہ کہ دنیا سے اوٹھین
تا بکے ہم سے اوٹھے درد جدائی الفلک

شاد کو کیونکر کرین گی وعدۂ وصلت سے شاد
روتی روتی ہجر مین جان لب پہ آئی الفلک

عاشقون کے لیئے جفا کب تک
یہہ رہیگا ستم ترا کب تک

کچھ ترے جور کا ٹھکانا ہے
صبر آخر کرون دلا کب تک

سچ تو کہدے رہیگا خوابیدہ
اے مرے بخت نارسا کب تک

اے فلک خاک مین ملائے گا
پیس کر ہمکو سرمہ سا کب تک

یا الٰہی رہے گا غیرون پر
ملتفت شوخ بیوفا کب تک

پھیر دے جلد تیغ گردن پر
ہمکو تو آزمائے گا کب تک

آ لپٹ جا گلے سے ایجانان
ہو شب وصل یہہ حیا کب تک

چاہئے وہ ساغر مے ناب
وہ در تسبیح زاہدا کب تک

ہو گی مقبول شاد تیری دعا
یہہ نہ اینیگی مدعا کب تک

اسقدر لایا فراق یار رنگ ؛
اب سکے پہاگن میں رہا بیکار رنگ

زاہدا آنکھیں تیری کیوں سرخ ہیں
لائی ہے کیا نشہ سرشار رنگ

ہے خفا شاید کسی پر آج وہ
اس لئے بدلا ہے روی یار رنگ

کی یہہ بیرنگی فراق یار سنے
میں ہوں اوس سے یہہ سمجھے بیزار رنگ

سرخ سے ہر جشن ہے ہولی کا آج
زاہدا جلدی سے تو دستار رنگ

کیا زمانہ کی کہوں نیرنگیاں ؛
بدلے گرگٹ کی طرح سو بار رنگ

کہیلو ہولی خوب تم دل بہر کر شاد
آج لایا ہے میرا دلدار رنگ

یہہ مردہ نہیں ہے جلانے کے قابل
ہے خاک قدم میں ملانیکے قابل

عجب آتش عشق میں ہے تجلی
یہہ آتش نہیں ہے بجھانیکے قابل

یہہ آفت سمجھوں میں یا درد ہے
یہہ آفت نہیں ہے بہلانیکے قابل

خدا نے دیا ہے جسے تاج شاہی
وہ گردن نہیں ہے جو کٹانیکے قابل

جو ہیں صاف سینہ ملو ان سے صاحب
یہہ سینہ نہیں ہے ملانیکے قابل

یہہ گل جو کہلائی ہیں دلبر فلک نے
یہہ گلشن نہیں ہے دکہانیکے قابل

عجب تیغ قاتل ہے ابرو تمہاری
یہہ ہر دم نہیں ہے ہلانیکے قابل

جو پایا تمہیں شاد نے آج دلبر
تو شادی ہے شادیانے کے قابل

دیر و کعبہ میں کہان جاتے ہیں ہم
آپ ہی کو آپ ہیں پاتے ہیں ہم

راز مولے ہی عجب راز خفی
جس سے کہنی کو بھی شرماتے ہیں ہم

داغ سے سینہ گلستان ہو گیا
عشق میں اوس گل کے گل کہاتے ہیں ہم

دیکھتے ہیں دلبر جب صورت تیری
منہ کے چپ خاموش رہ جاتے ہیں ہم

فضل مرشد سے خدا کی یاد میں
شاد اپنے دل کو بہلاتے ہیں ہم

راہ کعبہ چھوڑ کر جاتے ہیں میخانہ کو ہم
توڑ کر ظرف وضو لیتے ہیں پیمانہ کو ہم

اپنے دل سے مذہب شیخ و برہمن چھوڑ کر
ایک روش پر دیکھتے ہیں خویش و بیگانہ کو ہم

زندگی میں وصل تیرا غیر ممکن ہے اگر
بعد مردن گر ملے راضی ہیں مر جانے کو ہم

دل ہمارا تنگ آیا ہجر سے تیرے صنم
کیا کریں جائیں کدہر اب تک بہلانیکو ہم

روز وصل یار میں آنیکو ہے فصل بہار
شاد آباد اب کرینگے دل کی ویرانہ کو ہم

دل سے اپنے اوس پری رو پر فدا ہوتے ہیں ہم
مر ہی جاتے ہیں تو اوس سے کب جدا ہوتے ہیں ہم

زہد و تقوی کبر و کینہ بغض و الفت چہوڑ دی
چہوڑ کر سب تن سے اپنے بری رہا ہوتے ہیں ہم

راز مولی جبکہ پایا ہم نے اپنے پیر سے
چہوڑ کر دل سے خودی کو خود خدا ہوتے ہیں ہم

حسن انکا ہم نے دیکہا مہر و مہ سے بیشتر
شمع رو پر مثل پروانہ فدا ہوتے ہیں ہم

فضل رب سے عمر بہر ای شاد زندگی کو
ایکدم میں نیکنام دوسرا ہوتے ہیں ہم

جب اکیلے گہر میں گہبراتے ہیں ہم
سر کو در و دیوار سے ٹکراتے ہیں ہم

زلف میں پہر دل کو اولجہاتے ہیں ہم
سر پہ پہر کالی بلا لاتے ہیں ہم

چین یکدم زیست میں ملتا نہیں
ایسے جینے سی تو مر جاتے ہیں ہم

کیا کہیں لالہ رخوں کے عشق میں
کیسے کیسے دلپہ گل کہاتے ہیں ہم

گر وصال دلربا دشوار ہے
جان سے اپنی گذر جاتے ہیں ہم

گہر کو اپنے گر نہیں بلواے یار
سر سے آنکہوں کے چلے جاتے ہیں ہم

کچھ تو عزت کا ہمارے رکھ خیال
دو جہان مین تیرے کہلاتے ہین ہم

یہہ دل نادان سمجھتا ہی نہین
سو طرح سے اس کو سمجھاتے ہین ہم

شوق مین تعویذ زلف یار کے
عرضئین قبر و نہہ بندھواتے ہین ہم

جب وہ گھر آتے ہین کہتے ہین ہمی
رات تھوڑی رہگئی جاتے ہین ہم

روتے ہین ہم گاہ ہنستے ہین کبھی
ہر طرح سے دل کو بہلاتے ہین ہم

کانپتے ہین حاملان عرش بھی
بیخودی مین جبکہ چلاتے ہین ہم

اسقدر نفرت ہی دل کو غیر سے
اپنے سایہ سے بھی گھبراتے ہین ہم

یاد آتا ہی خیال زلف جب
مثل کاکل دل مین بل کھاتے ہین ہم

شاد جب ملتے ہین اونسے وصل مین
شوق سے ہر دم لپٹ جاتے ہین ہم

بندے ضعیف ہین ترے ای بے نیاز ہم
کیونکر اوٹھا سکینگے ترا بار ناز ہم

عجب و غرور و ناز سے کیا کام ہی ہمین
تیرے نیاز مند ہین اے بے نیاز ہم

اچھے نہین جو صورت منصور اچھل پڑین
حق بھی کسی سے کہہ نہین سکتے ہین راز ہم

گم ہوگئی ہین اپنی حقیقت مین اسقدر
کیا جانے کیا ہے معنی لفظ مجاز ہم

ہی سب کو شغل بادۂ و ساغر زمانے مین
دنیا مین ساقیا رہین کیا پاکباز ہم

کی اپنی عمر نذر شب وصلت پہ گو تھی
کچھ کہہ سکے نہ قصۂ زلف دراز ہم

ذلت سے دو جہان کے ہم بچپا ہیں نہال
جب تک نہ دل سے دور کریں حرص آز ہم

عابد ہیں آپ اور ہیں معبود آپ ہی
کہدو حجاب کسکی پڑھیں پھر نماز ہم

ہم نالتے نہیں کبھی اسے بت ترا کہا
مشہور ہو گئے ہیں عبث حیلہ ساز ہم

جانبازی ہمنے کی ہوئے اغیار سرفراز
سمجھو فقیر ہی آپ ہیں یا داد و باز ہم

اے شاد مانگتی ہیں مرادیں جو دل میں ہیں
پڑھتے ہیں اوٹھ کے صبح کی جسدم نماز ہم

خود کو کرتے ہیں فنا نام دوئی ڈھاتے ہیں
ہم تصور میں تیرے اور مزا پاتے ہیں

خیر کچھ ہم کی ہاتیں بھی سے باقی ملجائے
جام دل لیکے سوئے میکدہ پھر جاتے ہیں

بزم جاناں میں چلے آئیں وہ بھی پوچھے
کہدو یوں ناصح مشفق سے کہ ہم آتے ہیں

جاتے ہیں جان وجگر سے سوئے ملک عدم
ہاتھ جب رکھکے جگر پر وہ چلے جاتے ہیں

آشنا دیدۂ دل وہ یگانہ ہم کہ اب
غیر نظروں میں مری دیکھو نہیں آتے ہیں

ہم تو سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں ازل سے ہر بات
حضرت خضر پھر اب کیا ہمیں سمجھاتے ہیں

شاد دلشاد رہو گھر میں کہ ہم وحشت سے
دل کے بہلانیکو اب سوئے چمن جاتے ہیں

کہین کیا فلک کے ستائے ہوئے ہین
مصیبت مین ہم آزمائے ہوئے ہین

نہ گیسو تیرے پیچ کھائے ہوئے ہین
یہہ کالے نیا رنگ لائے ہوئے ہین

جو تیری حقیقت کو پائے ہوئے ہین
وہ ہستی کو اپنے مٹائے ہوئے ہین

رولانا سمجھکر مجھے اے ستمگر
یہہ نالے میرے عرش ڈہائے ہوئے ہین

نہ کچھہ حال ہم دردمندون کا پوچھو
ہزارون ہی صدمہ اٹھائے ہوئے ہین

معطر سر رخ سے نکلینگے آنسو
یہہ پہولون مین موتی بسائے ہوئے ہین

نہ دیکھا کریون غضب کی نظر سے
ہو چوٹ ہم دل پہ کھائے ہوئے ہین

شب ہجر گریان نہین دیدۂ تر
یہہ چشمے میرے جوش کھائے ہوئے ہین

نہ کیون ابر مین ہو نہان مہر تابان
وہ عارض پہ کاکل جہائے ہوئے ہین

دکھاؤن مین کیا اپنے داغون کے نشان
یہہ پرکالے آتش لگائے ہوئے ہین

اے عشق تو نے ہمپہ ستم کیا کیا نہین
وہ کونسا ہے رنج جو ہمپر ہوا نہین

رنج و غم و مصیبت و درد و الم ہتو
ہمنے تمہارے عشق مین کیا کچھ سہا نہین

روز شمار مین بہی نہو جسکا کچھ شمار
جور و جفا کی تیری فلک انتہا نہین

تشبیہہ تیرے زلف کو ناگن سے کیون نہ دون
کاٹا ہی جس کو اوس نے وہ ہرگز جیا نہین

تم کو علاج کی ہی عبث فکر اے مسیح
جز وصل اس مریض کی کوئی دوا نہیں

ظاہر ہے ذرہ ذرہ مین وہ مثل آفتاب
واعظ بتا دے مجھکو کہ کسجا خدا نہیں

جز ذات حق ہی سبکو فنا ہے جناب خضر
دنیا مین کوئی آکے ہمیشہ رہا نہیں

جن کو غرور مال تہا وہ اب کہان رہے
روئے زمین پہ ملتا کسیکا پتا نہیں

کرتے شب وصال ہو کیون حیلہ بازیان
عاشق کے ساتہہ کرتا کوئی یون دغا نہیں

منت ہے پانون آپکے پڑتا ہون باز آ
کیا لایق قبول میری التجا نہیں

وہ کونسا ہے دن نہیں چلتا جو مکر غیر
کس روز مجھپہ وہ بت کافر خفا نہیں

ناحق ہین دور وہم سے یہہ شیخ و برہمن
شہہ رگ سے ہے قریب وہ ہم سے جدا نہیں

دکھلا رہے ہو غیرون کو بھی جلوہ ظہور
پر پردہ ایسے ہو کہ تمہین کچہہ حیا نہیں

ہین سنگدل یہہ ایسے کہ کرتے نہین ہین رحم
پیدا انہون کی ذات مین گویا وفا نہیں

کسطرح شکل یار تجھے آئیگی نظر
دی دل کے آئینہ کو جو تو نے جلا نہیں

قسمت مین جسکے جو ہے وہی پیش آئیگا
اے چرخ پیر تجھسے ہمارا گلا نہیں

نفرت ہے کس لئے تجھے زاہد شراب سے
کیا مرشدون کا تو نے پیالہ پیا نہیں

ہو خاتمہ بخیر مرادین بر آئین سب
اسکے سوائے شاد کا کچہہ مدعا نہیں

طلسمات قدرت کا گلزار ہون مین
کہین شکل گل ہون کہین خار ہون مین

مین اپنا ہی عاشق ہون معشوق اپنا
مین ہی دلربا اور دلدار ہون مین

کبھی جا کے مسجد مین کرتا ہون سجدہ
کبھی بت کدہ کا پرستار ہون مین

مین رہتا تہا آزاد وحدت کے اندر
یہہ کثرت مین آکر گرفتار ہون مین

یہہ کثرت مین آشاد بندہ کہایا
حقیقت مین حق ہون وسردار ہون مین

مین تجہہ سے نہ جور وجفا چاہتا ہون
کسی طور تیری رضا چاہتا ہون

مجھے اب میری جان قسم ہی خدا کی
دل اپنا مین تجہکو دیا چاہتا ہون

کرونگا مین ہرگز نہ خواہش ارم کی
جدہر تو ملیگا ملا چاہتا ہون

ہے خواہش میری تیرے ہاتہون سے ساقی
شراب طہورا پیا چاہتا ہون

تصور ترا مجھکو رہتا ہے ہر دم
ترے زلف مین پہر پہنسا چاہتا ہون

زروے ترحم اگر مجھکو دیوے
پہر اک بوسۂ لب لیا چاہتا ہون

قسم ہے خدا کی میری جان مین تیرا
دل وجان سے بندہ ہوا چاہتا ہون

اب آشاد دل سے دوئی کو مٹا کر
خدا خود مین آپ ہی ہوا چاہتا ہون

بیشت ہم ان کی اطاعت میں دعا کرتے ہیں
حیف صد حیف کہ وہ ہم پہ جفا کرتے ہیں

وہ کریں ہم سے وفا یا کہ کریں جور و جفا
ہم تو ہر حال میں جان اپنی فدا کرتے ہیں

نہ سناؤ کوئی اب انکی شکایت ہمکو
وہ جو کرتے ہیں بہر حال بجا کرتے ہیں

آپ ہی دیکھتے ہیں اپنا تماشہ دنرات
دل کے آئینہ کو یوں اپنے صفا کرتے ہیں

غیریت کا جو اٹھا دیتے ہیں آنکھوں سے خیال
اپنی ہستی کو ہم اپنے سے جدا کرتے ہیں

رحم فرماویں کہ وہ ہم پہ کریں جور و ستم
سر کو ہم خم پئے تسلیم و رضا کرتے ہیں

دیدۂ دل سے اوٹھاتے ہیں دوئی کا پردہ
پہلے مرنے سے جو اپنے کو فنا کرتے ہیں

شاد کچھ یاد تمنا سے نہیں مطلب اپنا
روز و شب ہم تو بدل یاد خدا کرتے ہیں

کسی کے آستانہ پر رہی ہے یہ جبیں برسوں
مٹایا میں نے قسمت کا لکھا یوں ہمنشیں برسوں

بنایا تھا عدو کے سامنے اسکو تصویر سا
اسی اک بات پر روٹھا رہا وہ نازنیں برسوں

ستمہا صبح گذرا ہیں عمر گردش کے ہم کیونکر
بہلا آرام سے بیٹھے ہیں عاشق بھی کہیں برسوں

خفا تم ہو ہوا یاں چپ شکن امید کا دامن
رہے گی اب یہ آنکھوں میں مری چیں جبیں برسوں

سبب پوچھا تھا میں نے کیوں عدو پر مہربانی
ذرا سی بات پہ ہم سے رہا وہ خشمگیں برسوں

جہنیوں منتظر وعدہ وفائی کے رہے ہم بھی
کبھی نکلا نہ منہ سے آپ کے ہاں پر نہیں برسوں

لب شیرین کو چوسا تھا کبھی ایدل تصور مین
اسی پر بے مزہ سمجھا کئے ہم انگبین برسون

تمہاری کوچہ کی ہے ہمنشین جبینون خاک چھانی
رہی ہے سجدہ گاہ شوق اپنی یہ زمین برسون

یہہ محبوب علیشاہ دکن باحشمت و عظمت
بحق مصطفے یارب ہین مسندنشین برسون

ستارہ اوج پر اقبال کا استادہ ہو دائم
رہے باشوکت و حشمت جہان زیرنگین برسون

دل سے تیرے نکلنے جاتا نہین
ہون غشی مین ہوش تک آتا نہین

بام پہ وہ ماہ کب آتا نہین
رشک سے کب جی بھر آتا نہین

ہجر مین ظالم تیرے بیتاب ہون
کیا کرون دم بھی نکلجاتا نہین

وصل کی امید دیکہ ہجر مین
کیا مین اپنے دل کو بہلاتا نہین

کیا مزے کی جاے ہے ملک عدم
جو گیا وہ ان سے پلٹ آتا نہین

جب سے تیری یاد مین مشغول ہون
غیر کا کچھہ بھی خیال آتا نہین

سیکڑون وعدے و قسمین ہو چکین
پہر بھی کہتا ہے قسم کہاتا نہین

ڈھیٹ ایسا ہوگیا ہون عشق مین
صدمہ فرقت سے گھبراتا نہین

تیری ہستی مین فنا ہون اسقدر
خود کو اپنے مین کبھی پاتا نہین

پڑ گئی ہے بے حجابی کسقدر
غیر سے بھی آنکہ جہپکاتا نہین

جان و دل سے یہہ پیشل کوہ کن | کب میرے دل مین خیال آتا نہین
نقش ہوتا نہین کس دن مزاج | زلف وہ کس سے بنایا جاتا نہین
کیا نظر سے اوس کے مین بھی گر گیا | استخوان تک جو ہما کہاتا نہین
عشق مین تو کہو دیا ہون عقل و ہوش | کیا کرون اب کچھہ کہا جاتا نہین
کس لیے خط کو مین لکہون قاصدا | ناتوانی سے ہلا جاتا نہین
بیقراری کا خدا ہووے بھلا | ہجر مین دم بھر بھی چین آتا نہین
راتدن رہتا ہون غم مین مبتلا | کوئی آ کر مجھکو سمجھاتا نہین
پند سے تیرے نہوگا کچھہ اثر | ناصحا کیون اس سے پاتا نہین
ساقی کو تو سے مجھے اک جام دو | تشنہ لب ہون قرار آتا نہین
جو نفس ہے ذکر مین مشغول ہے | کوئی دم خالی مرا جاتا نہین

آبرو کو کہو دیا ہے عشق مین
اب کسی سے شاد شرماتا نہین

ہر گھڑی طرز عتاب اچھی نہین | یہہ رکاوٹ ایجناب اچھی نہین
شوق جمع مال ہے بیفائدہ | فکر کار ناصواب اچھی نہین
اے فلک کب تک جفاونکا ہجوم | یہہ بنا سے انقلاب اچھی نہین

پہلے ہی کیون زلف کا عاشق ہوا
اے دل اب پیچ و تاب اچھی نہین

کہتے تھے ساقی سے میکش نوم مین
آج کی بالکل شراب اچھی نہین

ایک بوسہ ہم نے مانگا تو کہا
بات یہہ خانہ خراب اچھی نہین

سخت جان ہون کٹ سکیگا کیا گلا
آپ کے خنجر کی آب اچھی نہین

عالم رویا مین ہی آتے ہین نظر
آج کل تعبیر خواب اچھی نہین

پل مین ڈھل جاتی ہے سایہ کیطرح
گر ہے حسن شباب اچھی نہین

وصل کی شب مین نے چھیڑا تو کہا
یہہ تیری طرز شتاب اچھی نہین

چکھ لے ایدل جام وحدت کا مزا
پیئیے کثرت سے شراب اچھی نہین

آگئی پیری اوٹھو غفلت سے شاد
صبح دم نیند ای جناب اچھی نہین

کیون پڑا ہے عاشقی کے دہیان مین
اک نہ اک دن آئیگا طوفان مین

پیچ و تاب دل کی حالت مو بمو
زلف کھنچتی ہے تمہارے کان مین

جان و ایمان بھی دیا دل بھی دیا
اور کیا دون کچھ نہین امکان مین

عاشقی کتنی فرصت کی بات ہی
جزو اعظم ہے یہی انسان مین

عشق ہر کشتی کا ہے ناخدا
اس لئے بیخوف ہون طوفان مین

بوسہ مانگا تو کہا جھنجلا کے یوں — کچھ سلیقہ ہی نہیں انسان میں

عشق تیرا ہی کہیں سر ہے پر اجناب — فائدہ اس سے یہی نقصان میں

کی مسیحائی پیام وصل نے — آگئی جان پھر تن بیجان میں

عشق احمد مصطفےٰ دلمین ہے ہر شاد — دم نکلجاوے اسی ارمان میں

مجکو آنیکا حکم عام نہیں — غیر کو کچھ بھی روک تھام نہیں

میں ہوں گمنام کوئی نام نہیں — لا مکان ہے کسیکا دو امقام نہیں

دیدیا دل کو مین نے مفت تجھے — سہے یہ بے سوال کوئی دام نہیں

سونی کیسی ہے ساقیا مجلس — بزم میں آج دور جام نہیں

یا الٰہی کدھر گیا قاصد — آیا اب تک کوئی پیام نہیں

اب تو ہمراز غیر ہونے لگے — آپ سے ہمکو کوئی کام نہیں

کہہ اوٹھے یون سوال وصل پہ وہ — منہ کو تیرے ذری لگام نہیں

کبھی وعدہ کیا کبھی انکار — بات کا ان کے کچھ قیام نہیں

میں ہوں بندہ تو تو ہے بندہ نواز — اس مین یارب کوئی کلام نہیں

وصل کا اون سے آج ہے اقرار — ہائے جلدی سے ہوتی شام نہیں

اوس کی جھوٹی شراب دے ساقی
ایسی مے پینا بھی حرام نہیں

ایسے بگڑے ہیں مجھ سے وہ آتشؔ
راہ میں بھی کبھی سلام نہیں

دل بہلنے کی کوئی راہ نکالوں تو کہوں
یہہ جو بگڑا ہے اسے آج منا لوں تو کہوں

زاہدا اوس بت بے پیر کو پا لوں تو کہوں
پہلے پھسلا کے اوسے راہ پہ لا لوں تو کہوں

یار کے حسن کو یوسف کو میں کیا دوں تشبیہ
میرے پہلو میں اوسے پہلے بٹھا لوں تو کہوں

وصل کی رات میں کیا ہوتی ہے تسلی کیسی
پہلے دلبر کو گلے سے میں لگا لوں تو کہوں

دوستو پوچھتے ہو قصۂ بیتابی دل
ٹھہرو ٹھہرو ابھی میں پہلے سنبھالوں تو کہوں

جو وہ جانے لگے ہیں غیر کے گھر چھپ چھپ کر
ابھی دو چار گواہوں کو بلا لوں تو کہوں

جو گذرتی ہے مرے دل پہ کہوں کیا آتشؔ
حال اپنا میں اوسے پہلے سنا لوں تو کہوں

اشارہ غیر سے کرتے ہو جیتوں کے بیٹھے ہیں
تنی ہے تیغ ابرو قتل پر وہ تن کے بیٹھے ہیں

قیامت ہے تری بیباکی ہے انہوں نے آج محفل میں
مرے پہلو سے اوٹھ کر متصل دشمن کے بیٹھے ہیں

کھنچی ہے تیغ ابرو تا ہمارا سینہ حاضر ہے
کھڑے ہیں سامنے ہم جنگ کو وہ تن کے بیٹھے ہیں

کسی کی قتل آئیگی کسیکی جان جائے گی
بنا کر صبح سے زلفوں کو وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

پہلا دیکھیں تو محفل آجکی کیا رنگ لائیگی
وہ خنجر ہاتھ میں لیکر بہو کا بنکے بیٹھے ہیں

نہ الاؤ ہنگے چھپیگی سر محفل نکالا ہے
نقاب رخ اٹھا کر آڑ میں چلمن کی بیٹھے ہیں

نہ گلجائے کہیں خون شہید ناز کا دہبا
بوقت دفن کیوں وہ غسل مدفن کو بیٹھے ہیں

نکلیگا نتیجہ آخر انجام انفعالی ہے
وہ تنکی کیطرح جہک جائینگے جو تنکے بیٹھے ہیں

مے و ساقی و ساغر یار و باغ فرحت افزا ہے
فقط ہم شاد جب منتظر سا دکی بیٹھے ہیں

دل میں ہے تیری آرزو مجھکو
کیوں نہیں چاہتا ہے تو مجھکو

اب سر دست آرزو ہے یہی
رکھہ تو قدموں کے روبرو مجھکو

دیر و کعبہ میں ڈہونڈتا ہوں تجھی
رہتی ہے تیری جستجو مجھکو

شب ہجران میں الفت گیسو
لئے پھرتی ہے کوبکو مجھکو

بوسہ مانگا تو بولا ہوکے خفا
کیوں عبث چھیڑتا ہے تو مجھکو

میں گنہگار ہوں غفور رحیم
بہر حسنین بخش تو مجھکو

وصل کی شب میں ٹال کے باتیں
نہیں بہاتی یہہ گفتگو مجھکو

چشم وحدت سے دیکھتا ہوں جدھر
نظر آتا ہے تو ہی تو مجھکو

دیکھا ہر رنگ میں تیرا جلوہ
آئی ہر گل سے تیری بو مجھکو

زاہد احسن یار کا جلوہ ہم | نظر آتا ہے چار سو مجھکو

ہے میرا خاتمہ بخیر اے شاد
کچھ نہیں اور آرزو مجھکو

عشق میں تیرے جان و تن قربان کر دیا جو ہو سو ہو
تقوے و زہد چھوڑ کے آپ سے نہ کو موڑ کے
فکر و ہی سر کو چھوڑ کر اپنی خودی بھی توڑ کر

آفت رنج و درد و غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
ہاتھ سے اوس کے جام مے پی لیا جو ہو سو ہو
بادۂ عشق ساقیا میں نے پیا جو ہو سو ہو

ہے یہی ہزاروں رنج و غم یار کے سینے میں ہم
شاد ہوں کو میں نے دل دیا جو ہو سو ہو

مجھسے اے جان کوئی کام تو لو | میں بجا لاتا ہوں سلام تو لو
شاد کمتر ہے بندۂ بے دام | منت آتا ہے یہ غلام تو لو
ساتھ غیروں کے میکشی ہر دم | ہاتھ سے میرے کوئی جام تو لو
ہے اطاعت گزار تمہارا کون | سامنے میرے اوس کا نام تو لو
وعدہ وصل سے مکرتے ہو | سر پہ اللہ کا کلام تو لو
مجھکو ہونے لگی غشی تو کہے | بوئے گیسوئے مشک فام تو لو
اس کی جھوٹی شراب ہے زاہد | تم نہ سمجھو اگر حرام تو لو

زلف کے پیچ سے نجائی نکل — واسطے مرغ دل کے دام تو لو
قتل کرتا ہے رشک دیکھے مجھے — غیر سے اوس کا انتقام تو لو

پوچھتے گر ہو حال فرقت شاد
ہاتھ سے دل کو پہلے تھام تو لو

دلبر کو ذرا حال دل زار دکھاؤ — آیا ہے مسیحا اوسے بیمار دکھاؤ
خنجر سے کرو قتل نہ تلوار دکھاؤ — عاشق کو فقط ابروے خمدار دکھاؤ
مشتاق ہوں انکھیں کو ذرا منہ سے اوٹھا کر — للہ ذرا حسن طرحدار دکھاؤ
اے حضرت دل خانہ گردونکو جلا کر — زور کشش آہ شرربار دکھاؤ
آجاؤ نہ ترساؤ خدا کیلئے مجھکو — مشتاق ہوں دیدار کا دیدار دکھاؤ
کیا پوچھتے ہو حال مرے جوش جنونکا — صحرا مجھے بہاتا ہے نہ گلزار دکھاؤ
مقتل میں جو آئے ہو کرو قتل کسیکو — للہ مرے ابروے خمدار دکھاؤ
منہ دیکھکے الفت سے کبھی کم نہ کرینگے — مجھ سا کوئی عاشق بھی وفادار دکھاؤ

ہردم مرے آنکھوں کا تقاضا ہے یہی شاد
اب پھر خدا جلوۂ دیدار دکھاؤ

ربط اعدا سے بڑھایا نہ کرو — گھر کو اغیار سے جایا نہ کرو

زلف پر ہاتھ بڑھایا نہ کرو
یار کو ساتھ کھلایا نہ کرو

غیر کی یاد دلایا نہ کرو
دل عاشق کو جلایا نہ کرو

نظر بد نہ کہیں لگ جائے
رخ سے آنچل کو اٹھایا نہ کرو

پیچ سے مرغ دل عاشق کو
دام گیسو میں پھنسایا نہ کرو

غیر اگر تم کو گلوری دیوے
تو اسی پر کہیں کھایا نہ کرو

بند انگیا کے ذرا تنگ کسو
چڑیا محرم کی اڑایا نہ کرو

وصل کی شب میں جو چھیڑا تو کہے
ہر گھڑی مجھ کو ستایا نہ کرو

صاف کہدو جو ہو کچھ مطلب کی
بات میں بات اڑایا نہ کرو

کونسی ایسی ہوئی ہم سے خطا
دانت یوں مجھ پہ چبایا نہ کرو

وصل کی شب میں جو کہنا ہو کہو
راز مطلب کو چھپایا نہ کرو

جھوٹے قصے نہ بناو ایجان
مجھکو باتوں میں اڑایا نہ کرو

زلف دکھلا کے نہ سودائی کو
دل کو دیوانہ بنایا نہ کرو

عشوہ و ناز سے دل زخمی ہے
تیر پر تیر لگایا نہ کرو

شاد کے دل کو چرا کر صاحب
آنکھیں غیروں سے لڑایا نہ کرو

جھگڑا مریض کو ہے مسیحا قضا کے ساتھ
تھوڑا سا زہر دیجیے ملا کر دوا کے ساتھ

قاتل کریگا کیا مرا شمشیر لا کے ساتھ
دم پہلے ہی نکل گیا تیغ ادا کے ساتھ

آتا ہے سوے گور غریبان جو وہ مسیح
مردے بھی جی اوٹھتے ہین آواز پا کے ساتھ

جان باریون پہ میرے نہین تجھکو اعتبار
شاید پڑا ہے کام کسی بیوفا کے ساتھ

مایل ہو کیون نہ یہ تن کاہیدہ سوے یار
نسبت ہے کاہ کو کشش کہربا کے ساتھ

محرم کی جو پایا جانے کرتی کے چاک مین
باندھا ہے مرغ دل کو بھی بند قبا کے ساتھ

ہنستے ہوے جو وہ آتے ہین آنکھین نکال کر
ہے قہر بھی ملی ہو جور و جفا کے ساتھ

شوراہان فضل کیون نہ خدا سے ہون مدام
پالا پڑا ہے ایک بت بیوفا کے ساتھ

رہتا ہون جب سے محو سر زلف یار مین
ہر دم مقابلہ ہے مجھے اژدہا کے ساتھ

کشتی ہماری رہتی ہے گرداب غم مین غرق
ہون جب سے آشنا بت ناآشنا کے ساتھ

پیارے جہان مین شاہ دکن خوش رہین مدام
ہے درد رات دن یہی میرا دعا کے ساتھ

اے شاد مشکلین مری سارے بر آئینگی
ہوگا ہمارا حشر جو مشکلکشا کے ساتھ

ذکر تو ہر اک شے مین نہان اللہ ہی اللہ ہے
شیرین سنگ مین جلوہ کنان اللہ ہی اللہ

نہین آتا نظر ہرگز جو ہے دلمین ہوی تیر
اٹھا کر پردہ دیکھو تو عیان اللہ ہی اللہ ہے

وہی عالم وہی فاضل وہی زاہد وہی عارف
یہان اللہ ہی اللہ ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے

کرون کیا مین اب اے زاہد کہ اتنا مجھ ہی ہوتا ہے
لسان و دل سے جاری ہے زبان اللہ ہی اللہ ہے

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
جہان دیکھو نظر مین اب عیان اللہ ہی اللہ ہے

وہی لیلیٰ وہی مجنون وہی فرہاد و شیرین ہے
یقین سمجھو ہر ایکجانب عیان اللہ ہی اللہ ہے

بظاہر دیکھتا ہون شاد کثرت خلق کی لیکن
نظر میری وہان پہنچی جہان اللہ ہی اللہ ہے

کہون کسکو پتہ اک جا تو نہان ہے
تیرا جلوہ سبھی مین عیان ہے

جو بھید منظر مین آسمان ہے
ہمارے آہ سوزان کا دہوان ہے

پتا اوسکا مین کیا دکھلاؤن تم کو
مقام اسکا مقام لامکان ہے

رہا کرتا ہون بیخود جستجو مین
ذرا اے بیوفا کہہ تو کہان ہے

تو قادر ہے توہی عالم ہے تیری
حکومت مین زمین و آسمان ہے

شب وصلت وہ فرماتے ہین ہنسکر
وہ اب آہ و فغان تیری کہان ہے

نہ کر زاہد تو رندون کو ملامت
غفور اسم خدا سے مہربان ہے

سنے کیون یاد دلدار مین میری
سپیدے آنکھون سے جو آنسو روان ہے

کدہر ہو ایک مدت سے میری جان
نہ نامہ ہے نہ قاصد درمیان ہے

دوئی آشنا کی جب دل سے ہوی دور
وجود یار و اغیار ایکسان ہے

جو لوگ اپنے دل سے دوئی کو مٹائیں گے
ہر شان میں خدا ہی کے جلوہ کو پائیں گے

پہونچیں اپنے یار کو جب ہم سلائیں گے
پہر کیوں نہ دل میں شاد ہی شادی منائیں گے

لاکھوں ہم اپنی جان پہ ایذا اٹھائیں گے
پر تیرے عشق سے نہ کبہی باز آئیں گے

سنتے ہیں لیکے تیغ وہ مقتل میں آئینگے
اے ضبط ہم بہی آج تجہے آزمائیں گے

بار غم فراق جو دلبر اٹھائیں گے
آخر وہ لذت شب وصلت بہی پائیں گے

دیر و حرم نہ کعبہ کلیسا کو جائیں گے
اپنے صنم کو آپ ہی اپنے میں پائیں گے

پہونچا ان کی چال سے ملک عدم میں ہی
ٹہوکر سے کیوں نہ فتنہ محشر جگائیں گے

واعظ سے کہدے کوئی نہیں خلد کو ہم
ہم اپنے کوئے یار میں مسکن بنائیں گے

آ جلد صید اب بت ناوک فگن ادہر
عشاق تجہکو دیکہ کے قربان جائیں گے

در پہ ترے ملیں گے ہم رات دن جبین
تقدیر کے لکہے کو ہم اپنے مٹائیں گے

بوسہ جبین مانگا تو جہنجلا کے یوں کہا
جو تجہکو منہ چڑائیں گے وہ منہ کی کہائیں گے

ہوگی نہ تاب نوح کو طوفان کا نہ خوف
ہم اپنے چشم تر سے جو آنسو بہائیں گے

اف بہی نہ اپنے منہ سے کبہی لب تک آئیگا
گردن پہ گو وہ لاکہ ہی خنجر چلائیں گے

اے آسمان نہ جان کہ اسمین ہیں اشقیا
نالے ہمارے عرش کی دیوار ڈہائینگے

سوز دروں کا انکو یقین کر ہے اتقیا
پہلو دیے ہم بھی جگر کے دلکو کہائینگے

ارشاد تو غلام جو پیران پیر کا
فضل خدا سے کل تیرے مقصد بر آئینگے

ایک جام گلرنگ پلا دے ساقی
نشہ عشق کا مستانہ بنا دے ساقی

جام بہر کے میرے منہ سے لگا دے ساقی
لذت شربت دیدار چکہا دے ساقی

ایک جام مے توحید پلا دے ساقی
صورت نقش دوئی دل سے مٹا دے ساقی

نشہ بادہ الفت جو خالی ہے دماغ
بہر کے ایک جام مئے ہوش ربا دے ساقی

مفتی و شیخ نہیں ہوں جو کرونگا انکار
مے تو پی جاؤں اگر مجھکو پلا دے ساقی

میکشی غیر سے ہوں رہوں محروم وصال
یون سر بزم مجھے تو نہ دغا دے ساقی

دختر رز کے چڑا رہتا ہے سر انشہر
دور رندوں سے رہے اسکو جتا دے ساقی

خم کے خم جو پیوں ہو نہ سیری حاصل
طاقت میکشی مجھکو جو خدا دے ساقی

وحشت زلف نے میرے تن میں لگا دی ہے آگ
برف بلوا کے میری آگ بجھا دے ساقی

لمنیڈ سوڈا کلارٹ کی نہیں ہے خواہش
اک برانڈی کا مجھے جام تو لا دے ساقی

جانکر منفعت غیر لقول حافظ
ایک دو جرعہ ہمی خاک پہ گرا دے ساقی

در پہ میخوار دل افگار پڑے ہیں صدہا
آج للہ تو میخانہ لٹا دے ساقی

مرض عشق شب و روز ہی افزونی پہ
ہم مریضوں کو بھی اک جام شفا دے ساقی

دے کے اک جام مجھے ہوش ربا بہر خدا
تشنۂ عشق سے محفل کو لٹا دے ساقی

پھر دل آتش سے ہی ہوا جاتا ہے زنگ آلود
میرے اس آئینۂ دل کو جلا دے ساقی

عشق میں ساقی کوثر سے کہونگا ارشاد
ایک چلو مے وحدت کا پلا دے ساقی

یاد ہے جب سے مجھے دل میں ہے کثرت تیری
مجھے ہر شے میں نظر آتی ہے صورت تیری

اسقدر دل میں مجھے گندہ ہے میری الفت تیری
بعد مردن بھی رہے گی مجھے حسرت تیری

صورت نقش جہاں سے ہی مٹیگی کیا
پر مٹائے سے مٹیگی نہ محبت تیری

میں تیرے عشق سے ایجان نہ کبھی باز آؤں
گرکوئی لاکھ کرے مجھسے شکایت تیری

جان کو اپنی سنبھالوں کہ تجھے اے دل زار
کروں میں اپنی حفاظت کہ حفاظت تیری

ملے دشنام مجھے غیر کو خلعت ہو عطا
شکوا کب تک رہوں میں شاکی صورت تیری

کر فراموش نہ حال سفر ملک عدم
یادگار رہ ہے دنیا میں اقامت تیری

چھیڑنا اور طلب بوسہ پہ جھنجلانا تیرا
یاد آتی ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

رہ میں جب مجھسے وہ ملتے ہیں بدلکر تیور
کہتے ہیں کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

شب فرقت میرا دل غم سے جو گھبراتا ہے
جب کہ پہر جاتی ہے آنکھوں مین شباہت تیری

پند گوئی پہ رکہہ آکے او واعظ نادان نہ خیال
کام کب آئیگی رندون کو نصیحت تیری

خوش ہین نخچیر جفا مین رہون کیتک جو کہا
سن کے فرماتے ہین مین کیا کرون قسمت تیری

یار و غمخوار میرے آہ و فغان کو سنکر
پوچھتے ہین کہو کب جائیگی وحشت تیری

وصل کی شب جو ستایا تو کہے جھنجلا کر
ارے کمبخت نہین جاتی یہہ عادت تیری

حق سے مایوس نہ ہو رکھ تو بہروسا اوسکا
فضل سے اوسکے نکل آئیگی حسرت تیری

پہولے ہین باغ دہر مین ہر آن نئے نئے
بلبل نئے نئے گل خندان نئے نئے

وحشت مین ہین جو موت کے سامان نئے نئے
دکھلا رہے ہین غول بیابان نئے نئے

کیونکر تہکے نہ دشت جنون حال ضعف سے
دامن نئے ہین ہین گریبان نئے نئے

ساقی بھی مے بھی جام بھی دلبر بھی باغ بھی
بزم صنم مین روز ہین سامان نئے نئے

سوز و گداز و آہ و فغان ہجر یار مین
ہر دم ہین جوش پر غم پنہان نئے نئے

شادی ہے گاہ گاہ غمی گہ خوشی و رنج
دکھلا رہے ہین رنگ یہ دوران نئے نئے

کسطرح دوستان قدیمی کی ہوگی قدر
پیدا ہین روز یار کے خواہان نئے نئے

رفو رجنون سے دامن دل چاک چاک ہے
کب تک سلاؤن روز گریبان نئے نئے

رسول اللہ بخشا ئینگی تجہکو شاد محشر مین
اگرچہ عمر بہر تونی گنہگاری بہت سی کی

قبا دیجئے اک پرانی تمہاری
رہے پاس میرے نشانی تمہاری

کرون جستجو یار جانی تمہاری
ملے ایک بھی گر نشانی تمہاری

ہو غیرون پہ یہ مہربانی تمہاری
ہے صاحب یہی قدردانی تمہاری

ورا ہو چکی زندگانی تمہاری
یون ہی ہے اگر ناتوانی تمہاری

شب وصل تقریر سے یہ غرض ہے
سنون حال اپنا زبانی تمہاری

کرین چشمہ مہر سے کیون نہ چشمک
رسیلی ہین وہ آنکھین ہین جانی تمہاری

ہے کرتی دلون کو جو بہون کے ٹکڑے
بنی سبز ہے شیروانی تمہاری

دل چرخ گردون بھی کڑتا ہے جیسے
ہے کڑتی غضب آسمانی تمہاری

لکھواۓ مقامات سے شہر خموشان
کہان ہے طلاقت لسانی تمہاری

خودی کو بھی اپنی ہین بھولا ہون لیکن
مرے دل مین ہے یاد جانی تمہاری

فسانہ جو دل کا سنایا تو بولے
نہین کوئی سنتا کہانی تمہاری

نظر دوسرا کوئی آتا نہین ہے
ہے آنکھون مین صورت سہانی تمہاری

فدا ہے دل پیر گردون بھی جس پر
غضب ہے غضب ہے جوانی تمہاری

خدا کے حوالے ہوا حسرتِ دل
کروں کب تلک پاسبانی تمہاری

طلب سے نہ باز آؤں گا شل ہوئے
سناؤ نہ یوں لن ترانی تمہاری

جو سینہ میں رہتی ہے یہ داغ الفت
میری جان سے ہے یہ نشانی تمہاری

مجھے دل نے سونے دیا کب شب ہجر
سحر تک سنائی کہانی تمہاری

یہ کیا گفتگو ہے ذرا منہ سنبھالو
بس اب بس کرو بد زبانی تمہاری

رہو مہرباں غیر پہ تم نہ اتنا
ہے کافی یہی مہربانی تمہاری

ذرا سی میری بات پر روٹھ بیٹھے
یہ خصلت نہیں خوب جانی تمہاری

جو تم لغت گوئی کے بانی بنے ہو
خدا شاد رکھیگا بانی تمہاری

مقاصد بفضلِ الٰہی بر آئے
ہوئی **شاد** اب شادمانی تمہاری

غیر ہو برباد کیوں کیسی کہی
تم رہو آباد کیوں کیسی کہی

ہو عدو ناشاد کیوں کیسی کہی
دوست تیرے شاد کیوں کیسی کہی

شاخ گل پہ نغمہ زن ہے عندلیب
دام سے لے صیاد کیوں کیسی کہی

خاک پر بسمل ہوں تیغ ناز سے
ذبح کر جلاد کیوں کیسی کہی

بہر تسکین دل شیدائے من
کچھ تو ہو ارشاد کیوں کیسی کہی

دوستی غیرون سے مجھہ سے دشمنی
ہو بڑے آزاد کیون کیسی کہی

قمریون کو تجھہ پر کرون گا نثار
اے میرے شمشاد کیون کیسی کہی

جوش پر وحشت ہی میری فصد لے
شاد ہو فصاد کیون کیسی کہی

باغبان بلبل کی سنکر داستان
غش مین ہی صیاد کیون کیسی کہی

تہا نہ ذکر غیر وہ دن یاد ہے
تہی ہماری یاد کیون کیسی کہی

غش مین بہی کہولا شکایت سے نہ مونہہ
اے لب فریاد کیون کیسی کہی

ہو جو تم ظالم تو مجھہ مظلوم کو
کیجیے برباد کیون کیسی کہی

ذبح ہوتے ہین فری کی بات ہی
تیغ لے جلاد کیون کیسی کہی

سرو گر قد کے مقابل ہی ترے
کیجیے آزاد کیون کیسی کہی

میلے ہتہیلے مین اگر جائے حضور
ہو ہماری یاد کیون کیسی کہی

حشر مین منصف لقب ہو جائیگا
سن تو لے فریاد کیون کیسی کہی

اس غزل کو اس زمین مین شاد نے
داد دو داد استاد کیون کیسی کہی

فقط نہ عشق مین صبر و قرار کہو بیٹھے
ذلیل و خوار ہوے اور وقار کہو بیٹھے

علاج زیست ہو اب انکے مسیح زمان
امید وصل تو امیدوار کہو بیٹھے

بہا کے اشک جدائی مین دیدۂ تر
ہم اپنے مفت در شاہوار کھو بیٹھے

تمہارے غمزۂ ابرو پہ جان و دل دونو
ہم ایک کیا کہ ہین لاکھون ہزار کھو بیٹھے

بتون کے دزدِ نگہ کا نہین قصور اسمین
لڑا کے آنکھ دل بیقرار کھو بیٹھے

دیا تھا ہم نے تو دل تمنے کر دیا واپس
یہ ہاتھ آیا ہوا کیون شکار کھو بیٹھے

گیا شباب تغافل مین آگئی پیری
غضب کی بات ہے عید بہار کھو بیٹھے

تمھین کھو کہ برائی کی یا بہلائی کی
تمہارے عشق مین جو جان زار کھو بیٹھے

نگار ساقی مدہوش سے کر کے محفل مین
وقار رہا تھا سو اے بادہ خوار کھو بیٹھے

بتونکو شاد عبث تمنے دیدیا دل زار
یہ کیا امانت پروردگار کھو بیٹھے

سامنے اون کو بٹھایا چاہیے
آنکھین حسرت سے لڑایا چاہیے

چشم کے بیمار کو کیا چاہیے
شربت دیدار تھوڑا چاہیے

بڑھ گئی حد سے میری افتاد کی
حسرت دل اور اب کیا چاہیے

دہجیان کرنیکو اے جوش جنون
پیرہن وحشی کا اچھا چاہیے

پاؤن تو رکھا ہون راہ عشق مین
ہوگا کیا انجام دیکھا چاہیے

بوالہوس دعوے کرے کیا عشق کا
صدمہ سہنے کو کلیجا چاہیے

تشنۂ گیسو ہوں میری ہے سر پر
گل کے بدلے گوڑیالا چاہیئے

وصل کی اتنی شتابی کس لیے
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیئے

سرِ الفت کی حقیقت اے صنم
عاشقوں کے دل سے پوچھا چاہیئے

دل ہے وحشت میں اکیلا کیجئے
جائے قالین مرگ چھالا چاہیئے

ایک بوسہ کے طلب پر تحمّل کیجیے
حاکموں کا دل تو دریا چاہیئے

دل میں ہے گردن کو رکھ کر زیرِ تیغ
شوخیاں قاتل کے دیکھا چاہیئے

کاٹیے تیغ جفا ہی سے گلا
تشنہ لب ہوں آب تھوڑا چاہیئے

وصل کا کرتا ہوں جب صنم سے سوال
ناز سے کہتے ہیں دیکھا چاہیئے

وحشتِ دل کی ترقی کے لیے
پھر سرِ زلف چلیپا چاہیئے

شاد اپنے نامۂ اعمال کو
آنسوؤں سے آج دھویا چاہیئے

ڈرتا ہوں میں گیسوئے رسا سے
اللہ بچائے اس بلا سے

ایماں کی خیر دشنہ رستی
ہم مانگتے ہیں یہی خدا سے

اے حضرت دل بت پرستی
کیا بات کروگے تم خدا سے

بیٹھے ہو مثال غنچہ خاموش
مطلب نہیں غرضِ مدعا سے

رفتار کی ان کے اُف رے تیزی — شوخی ہے نمود نقش پا سے

اچھا نہیں ہوتا اسے مسیحا — بیمار محبت اس دوا سے

ہم پر ہے عتاب غیر سے شاد
درگذرے ہم آپ کی وفا سے

مجھ ہجر و اختلاط کا ہمیں ڈر تو نہیں ہے — قول اسکا کوئی قول پیمبر تو نہیں ہے

میں جسمیں ہوں وہ کوچۂ دلبر تو نہیں ہے — اے شوق میرا ایسا مقدر تو نہیں ہے

کیوں رہتی ہے سینہ میں خلش اوسکی ہمیشہ — نوک مژہ یار بھی خنجر تو نہیں ہے

مجروح جو کرتا ہے میری جان و جگر کو — ہر عشوہ تیرا تیغ دو پیکر تو نہیں ہے

کس طرح میں اس بت کے سہوں صدمہ فرقت — دل میرا ہے یارب کوئی پتھر تو نہیں ہے

قمری کیطرح سے جو یہ سیدا ہے مرا دل — کچھ یار کا قد نخل صنوبر تو نہیں ہے

ہے میرا دماغ آج جو خوشبو سے معطر — تاثیر سر زلف معنبر تو نہیں ہے

ہے نوح کو طوفان بپا ہونیکا پھر ڈر — جاری میرے انکھوں سے سمندر تو نہیں ہے

عشاق اشاروں میں ہو جاتے ہیں کیوں قتل — ابرو میرے دلدار کا خنجر تو نہیں ہے

گھبرا کے شب وصل وہ فرماتے ہیں ہربار — اس گھر میں کسیکا کھٹکا کچھ ڈر تو نہیں ہے

اے شاد یہ کہتی ہے میری آنکھ جو ہے نم

پردہ مین نہان صورت دلبر تو نہین ہے

جب وہ پہلو سے میرے اوٹھکر چلے	حضرت دل بھی خفا ہوکر چلے
انجمن سے جبکہ وہ اوٹھکر چلے	شور اوٹھا بزم مین ہم مر چلے
چھین کر دل یون وہ آئی گھر سے چلے	ناز سے انداز سے تنکر سے چلے
ہاتھہ خالی کیون نہ جائین قبر مین	ایک دل تہا سو اہنین دیکر چلے
تیرے مژگان کے تصور مین مدام	میرے دلمین سیکڑون نشتر چلے
عمر کے دینے مین نکر للہ دیر	جلد ساقی بزم مین ساغر چلے
وہ ہرے لالہ رخون کے عشق مین	داغ دلپر سیکڑون لیکر چلے
وحشت دل ابرو نکی یاد مین	کیا کہون مین دلپہ جو خنجر چلے
اے جنون ہم وادی پُرخار مین	دو قدم مجنون سے بھی بڑہکر چلے
کوئی کعبے سے جا کی اوس دلدار سے	ہم تمنا ہی مین تیرے مر چلے
دیکھکر جمشید کے اڑ جائین ہوش	جام محفل مین تمہارے گر چلے

کیون نہ پہونچے منزل مقصود کو شاد
آگے آگے جب کوئی رہبر چلے

لے جلد خنجر رگ گلو کی	ہے تجہکو قسم میرے لہو کی

خواہش جو ہوئی میرے لہو کی ‏ ‏ تلوار سے لی خبر گلو کی

حیران ہوے دیکھکر مہ و مہر ‏ ‏ تعریف جو کی رخ نکو کی

گھبرانے لگا جو دل ہمارا ‏ ‏ تصویر کو تیرے روبرو کی

موسیٰ سے رہی نہ لن ترانی ‏ ‏ جسوقت کہ اوس نے گفتگو کی

عریانی تن لباس ہے خوب ‏ ‏ حاجت نہین جسکو شست و شو کی

آنکھون ہی کا پردہ درمیان ہو ‏ ‏ کچھ ٹھیک نہین ہے دوبدو کی

گل کو بھی جہان مین آگل اندام ‏ ‏ حسرت بڑھی تیرے رنگ و بو کی

بہنے لگے اشک چشم تر سے ‏ ‏ خواہش جو ہوئی تجھے وضو کی

جب صبح کو اسنے مانگی رخصت ‏ ‏ دن تہام کے مین نے گفتگو کی

کہنے لگے اپنا منہ تو دہواؤ ‏ ‏ بوسہ کی جو مین نے آرزو کی

آنسو جو ہمارے اسنے پونچھے ‏ ‏ اشکون نے ہمارے آبرو کی

امید نہ تھی فلک سے ایسی ‏ ‏ شاید کچھ اوس نے چال [illegible] کی

تہی زیست مین میکشی سے الفت ‏ ‏ مٹی ہو لحد مین بھی سبو کی

موسیٰ کی زبان مین آئی لکنت ‏ ‏ اوس شوخ سے جبکہ گفتگو کی

مین دیر و حرم مین ڈہونڈ آیا ‏ ‏ کچھ حد بھی ہے تیری جستجو کی

اے شاد خدا کا شکر ہم نے
دنیا کی کبھی نہ آرزو کی

بتا سے فلک نے ستم کیسے کیسے
جدائی عداوت الم کیسے کیسے

رقیبوں نے ڈالی ہے ناحق عداوت
وہ کرتے تھے مجھپر کرم کیسے کیسے

کہا جبکہ مرتے ہیں بولا کہ مر جائے
کئے اس نے ہمپر ستم کیسے کیسے

لئے تھے جو ایک روز بوسہ تمہارے
کئے آپ نے تھے ستم کیسے کیسے

جب اے شاد تو نے وہ تکو مٹایا
کھلے تجھ پہ باب کرم کیسے کیسے

بتوں پہ مجھے جان کھونا پڑا ہے
اب ایمان سے ہاتھ دھونا پڑا ہے

تیرے عشق میں یار رسوا ہوا ہوں
مجھے سب سے محجوب ہونا پڑا ہے

محبت کسی سے نہ کرتے تھے ہم گرچہ
ہمیں اپنی غفلت پہ رونا پڑا ہے

مرا یار ہنستا ہے پہلو میں میرے
رقیبوں کی قسمت کا رونا پڑا ہے

چلو سو رہیں رات تھوڑی رہی ہے
اکیلا پلنگ اور بچھونا پڑا ہے

دوبارا نمک رحم دل پر چھڑکو
دل شاد سونا سلونا پڑا ہے

جہان مین ہین دیکھو چمن کیسے کیسے
کھلے ہین گل و یاسمن کیسے کیسے

لئے ہم نے بوسے تمہارے جو لب کے
سنائے زبان سے سخن کیسے کیسے

جدائی مین بھی اوس گل باغ دین کے
کھلے ہین گل داغ تن کیسے کیسے

ہر پیری مین باقی نہ حسن جوانی
اجاڑے خزان نے چمن کیسے کیسے

بچاؤن نگیون دلکو گھیرے ہوئے ہین
رہ عشق مین راہزن کیسے کیسے

دکھائی جو اوس شوخ نے آنکھ اپنی
چکارے بنے ہین ہرن کیسے کیسے

پیارے تمہاری جدائی مین ہمنے
اٹھائے ہین رنج و محن کیسے کیسے

دئیے ہین خدا نے تیرے گیسوؤن مین
خم و پیچ و دام و شکن کیسے کیسے

تجھے شاد دائم مزے لوٹنے کو
خدا نے دیا گلبدن کیسے کیسے

روتے روتے ہجر مین دل کے خوشی کا ہیکو تھی
ضعف سے دندان نمایان ہنسی کا ہیکو تھی

میکشی اور بادہ خواری کے سوا کیا کام تھا
آفت و رنج و الم جان نے سہی کا ہیکو تھی

خوف فرقت نے کیا تلخ اپنی عیش وصل کو
ہجر مین قسمت بگڑ کر بہر بنی کا ہیکو تھی

رنج فرقت سے ہماری عمر سب روتی گئی
یا الٰہی دہر مین پیدا خوشی کا ہیکو تھی

باغ تھا مینا تھا جام تھا وصل یار تھا
پہر کھو ساقی طبیعت پر غمی کا ہیکو تھی

ہنستے ہنستے کھیل میں مارا جو تیغ ناز سے
قتل تہا منظور میرا دل لگی کا ہیکو تھی

بیچو دا اپنے سے ہوئے جب ہم تو اوسنے کہا
ایک ہی تھے ہم وہ وہ وہ نوا در روہی کا ہیکو تھی

غیر کے کھنے سے لڑتے ہو جو مجھسے باربار
خوشنما ری الصنم ایسی کبھی کا ہیکو تھی

شاد ہیں جب میر محبوب علی شاہ دکن
دولت دنیا کی پھر ہمکو کمی کا ہیکو تھی

چاہوں جو حق سے اور جو ہاتھوں ملا کرے
دل کی مراد میری بر آئے خدا کرے

ساقی ہو مے ہو جام ہو جلسہ ہوا کرے
پہلو میں میرے آپ ہوں وہ دن [illegible]

واللہ چال انکی قیامت کی چال ہے
مرقد پہ میرے آئیں تو محشر بپا کرے

قسمیں ہزاروں کہاتی ہیں وعدہ کا کیا ٹہکانا
اب کیا امید اس سے جو وعدہ وفا کرے

اچھا نہ ہونگا میں کہ ہوں بیمار ہجر کا
غیر از وصال یار کوئی کیا دوا کرے

جور و جفا بغیر بتوں سے ہے کیا حصول
ناداں ہے اوس سے جو کہ امید وفا کرے

اقبال و عمر شاہ دکن ہو فزوں مدام
حق سے دعا کرے تو یہ ہر دم دعا کرے

بعد از نماز شاد یہ لازم کہ پیش حق
ہو خاتمہ بخیر یہی التجا کرے

آپ کا انتظار کون کرے
دل کو امیدوار کون کرے

کب تلک انتظار جلد آؤ
اب دنون کا شمار کون کرے

وہ تو بیخود پڑا ہے مست شراب
یار کو ہوشیار کون کرے

غیر پر التفات جو ہو و ذات
تیر دل کو شکار کون کرے

صید سے اوس کے ہو گیا آزاد
مرغ دل کو شکار کون کرے

پرورش تجھ سوا غریبون کی
میرے پروردگار کون کرے

قتل کرکے مکر بھی جاتا ہے
اس کو اب شرمسار کون کرے

بیٹھے بٹھلائے عشق مین پھنسکر
دل کو بے اختیار کون کرے

بن گئے دل سے بندہ محبوب
غیر کا روزگار کون کرے

مین ہون عاشق لقب سے شاد
اوس پہ پرہیزگار کون کرے

یون ہی میخوار و اگر بادہ پرستی ہوگی
اہل مجلس کو نہ کیونکر ہوس مستی ہوگی

خاکساران محبت کا کہون کیا احوال
دیکھلو جا کے وہان خاک برستی ہوگی

قافلے سیکڑون پیاسے جو چلے جاتے ہین
آج اونکی کہین بستی بھی تو بستی ہوگی

وہ ترا حسن خداداد وہ اکڑ شوخ چتون
بند انگیا کی ترے ویسی ہی کسی ہوگی

دیکھکر ابر ہوا اور گھٹا سادہ کی
روح میخوارون کی مرقد مین ترستی ہوگی

زندگی تک ہیں ہمسے عشق اور بعد فنا — نہ جنون ہوگا نہ سودا نہ تو مستی ہوگی

فرقت تجہہ مین یارب جو کوئی جلتا ہے — آگ کیسی دل و سینہ مین پہنسی ہوگی

آجکل عجب ہی ساونکی گھٹا چہائی ہے — پہر شراب اہل طرب کے لئی سستی ہوگی

خود پرستی ہی سزاوار انہین کو اے شاد
جنکی نابود و فنا دہر مین ہستی ہوگی

دل سے یاد رخ نکو نہ گئی — جان بلبل سے گل کی بو نہ گئی

کوچہ یار کی میرے دل سے — تا دم مرگ آرزو نہ گئی

ہین وہ میکش ہون میری مٹی سے — مرکی بعد فنا بھی لو نہ گئی

یار کا دل ہین اب سراغ ملا — منت میری یہہ جستجو نہ گئی

دل گیا میرا دلربا کے ساتہہ — مگر افسوس جان تو نہ گئی

ہین تو کیا یار تیرے کوچہ سے — آرزو کی بھی آرزو نہ گئی

روح تن سے گذر گئی لیکن — اب تلک تیری جستجو نہ گئی

عمر پہونچی شباب کو بھی مگر — خو تیری یار حیلہ جو نہ گئی

ہجر سے چہوٹی نہ خوی جامہ دری — زخم سے عادت رفو نہ گئی

ہین وہ ذاکر ہون ہر دلسی شاد

بعد مردن بھی یاد ہو نہ گئی

وہ اغیار پہ مہربان ہو رہا ہے
ہمارے سے اب بدگمان ہو رہا ہے

خدا جسپہ ہو مہربان اوسکا کیا ہو
عدو گر تو اے آسمان ہو رہا ہے

ذرا مجھکو بتا دے چرخ ستمگر
ستم ایسا کس پر کہان ہو رہا ہے

خدایا میری داد کیون کر لگے گی
عدو میرا ہمرہ پاسبان ہو رہا ہے

نہ کیون حال میرا کسی پہ ہو ظاہر
مخالف میرا راز دان ہو رہا ہے

محبون کے شور سے رقیبون کی بلو
کہون کیا مین کیا کیا وہان ہو رہا ہے

جو ہے حال میرا سو تیرا وہی ہے
میرا دل نزار و زار دن ہو رہا ہے

شب وصل رخ پر پسینہ نہین ہے
یہہ چہرہ ترا در فشان ہو رہا ہے

نہین خالی تجھہ پر یہہ ظلم و ستم سب
ترا شاداب امتحان ہو رہا ہے

نیستی میری عین ہستی ہے
خود پرستی بھی حق پرستی ہے

جب سے اوس سنگدل کو ہین عاشق
دل طلب گار بت پرستی ہے

کیا ہی اچھی جگہہ ہے ملک عدم
یا نکی خلقت وہان جو بستی ہے

کیا لکھون وصف ابروئے دلدار
دونون جانب یہہ تیغ کستی ہے

چھپتا ہون جو گنج خوبی کو
زلف بن بن کے ناگ ڈستی ہے

دیکھ کر یہہ تردد و تدبیر
میری تقدیر مجھ پہ ہنستی ہے

آ خدا کے لئے بت مغرور
میری جان وصل کو ترستی ہے

دیکھ لو جا کے مرقد عاشق
بیکسی کسقدر برستی ہے

خم کا دستار محتسب سی مول
میکشو لو شراب سستی ہے

حیدرآباد کی ہو کیون نہ ثنا
علم و فن کی بھی تو بستی ہے

بیخبر غیر سے جو ہون آ کے شاد
مے وحدت کی ولیہ مستی ہے

خوابمین عشاق کی آؤ خدا کیواسطے
اس دل وحشی کو بہلاؤ خدا کیواسطے

مرقد عاشق کو ٹھکراؤ خدا کیواسطے
قم باذنی آ کے فرماؤ خدا کیواسطے

لن ترانی تم نہ فرماؤ خدا کیواسطے
میری جان باہر نکل آؤ خدا کیواسطے

سر نہ دیوار و کسی ٹکراؤ خدا کیواسطے
شاد ان باتون سے باز آؤ خدا کیواسطے

وصل کی شب ہی نہ شرماؤ خدا کیواسطے
میری جان آغوش مین آؤ خدا کیواسطے

دل بہت بیتاب ہے ہجران تسکین کیلئے
بھولی بھولی شکل دکھلاؤ خدا کیواسطے

ہر طرح سے مین سمجھایا سمجھتا ہی نہین
اس دل نادان کو سمجھاؤ خدا کیواسطے

زلفین اولجھین ہین بناؤ آئینہ مین دیکھکر — سر پہ عاشق کے بلا لاؤ خدا کیواسطے

بے تکلف تم لپٹ جاؤ گلے سے وصل مین — مہربان مجھ سے نہ شرماؤ خدا کیواسطے

دی موذن نے اذان بیوقت وہنگام آج — رات باقی ہے نہ گھبراؤ خدا کیواسطے

شاداب دل کا تقاضا ہے مجھے صبح و مسا
تم مدینہ کو چلے جاؤ خدا کیواسطے

دل کو خواہش تھی جنکی مدت سے — گھر وہ آئین ہین آج قسمت سے

بیٹھے بھلا کے والہ گیسو — دام مین پھنس گئے ہین قسمت سے

اپنی صورت ذری دکہاؤ مجھے — دم نکلتا ہے تیری فرقت سے

آنکھہ ان کی ہے فتنۂ محشر — چال ہم پایہ ہے قیامت سے

ہو جو مقبول مدعا میرا — کچھہ نہین دور ہے اوس کی قدرت سے

جب بھی ملتے ہین وہ مجھے جھیڑا — حق تعالے بچائے تہمت سے

ہو گیا ہے خلاف کیون بیوجھہ — تم کو اے جان میری صورت سے

مجھکو پہچانتے نہین کیا آپ — دیکھتے ہو جو چشم حیرت سے

شاد کی ہو گئی دعا مقبول
یا الٰہی تیری عنایت سے

ہلال عیدہی ابرو پہ اُس بت کے نہ قربان ہے
تصدق عارض روشن پہ بھی خورشید تاباں ہے

فقط زخم جگر ہی غم میں اُس بت کے خنداں ہے
ہمارا سینہ پہ داغ بھی رشک گلستاں ہے

ہمارا سینہ یاد ذکر لا الہ سے
نگین دل پہ کندہ نقشۂ مہر سلیمان ہے

کبھی یاد پری رویاں سے خالی رہ نہیں سکتا
ہمارا خانۂ دل ہے کہ گلزار پرستان ہے

تمہاری یادِ رخ اور یادِ گوش و زلف مشکیں سے
ہے بلبل مضطر اور خاموش گل سنبل پریشاں ہے

ہیں جبتک قید ہستی میں بلا سے کیا لطف مطلق کا
ہمارا جسم بھی جان کیلئے یوسف کو زنداں ہے

ضیا سے نقشۂ اشعار زرنگار رنگ مضمون سے
مرقع خانۂ ارژنگ چین ہے یا کہ دیوان ہے

نہیں کچھ کام ہمکو مذہب شیخ و برہمن سے
محبت اُس بت کافر کی اپنا عین ایمان ہے

خدا کیواسطے رحم اب تو احوال عاشق پر
ستانے کیلئے ہوا اسقدر آخر تو انسان ہے

میرے انجاح مقصود کی واسطے حامی
شہ ملک دکن نواب محبوب علیخان ہے

مدینہ رشک جنت ہے کنیزیں حور ہیں اسکی
غلام اس شہر کا شاد ہر یک رشک غلماں ہے

وعدہ آنے کا یار کرتا ہے
شادیان انتظار کرتا ہے

ظلم وہ بے شمار کرتا ہے
دل میرا اس کو پیار کرتا ہے

تیرا جانباز شوق الفت میں
جان تجھپر نثار کرتا ہے

آئیے جلد انتظار بہت — آپ کا جان نثار کرتا ہے

آ گلے سے لپٹ کہ ہو تسکین — دل کو کیوں بیقرار کرتا ہے

تیر مژگان سے وہ کمان ابرو — مرغ دل کو شکار کرتا ہے

دعوے الفت کا کیا جتائیں ہم — وہ تو غیروں کو پیار کرتا ہے

ایک بوسہ کیواسطے ہم کو — روز امیدوار کرتا ہے

واہ کیا ان کے بادخوارون کو — پست زور خمار کرتا ہے

سر بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے — دیکھیں وہ کس پہ وار کرتا ہے

روز ہر گز نہیں ہے نشہ مئے — دہوم کیوں بادہ خوار کرتا ہے

پاس بٹھلا کے اپنے غیروں کو — مجھکو محفل میں خوار کرتا ہے

زاہدا کیوں شراب پینے میں — خوف روز شمار کرتا ہے

سب مصیبت گذر گئی ای شاد
رحم اب کردگار کرتا ہے

خمسہ بر غزل قدسی علیہ الرحمتہ

کیا کروں وصف رقم میں تیری عالی نسبی — صدقے تیرے ای میرے ہاشمی و مطلبی

مہر والی میرے مولیٰ میرے سرتاج نبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان بافدایت چہ عجب خوش لقبی

کی جو نقاش ازل نے تیری تصویر رقم
ہو گئی سب پہ سبقت تجھے ایشاہ امم
ہے وظیفہ میرا ہر دم یہ زبان سے پیہم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

الله الله چہ جمالست بدین بو العجبی

کسنے سمجھا ہے تیرے رتبہ کو جو حق نے سمجھا
بس تیری شان میں لولاک لما ہے آیا
کر سکوں جو تیری توصیف میرا منہ ہے کیا
نسبتی نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

جبکہ پہنچا تو فلک پر میرے شاہ لولاک
مرحبا کیا میرے مولا ہے تیری ذات پاک
گھرا اٹھے عرش پہ سب جتنے ہیں ارباب سماک
شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

حامیوں پر میرے مولا تیری رحمت ہے دوام
پایۂ دین تیرے صدقہ سے ہوا استحکام
ہے تجھے وردِ زبان پہ بھی صبح و شام
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

انس و جن حور و ملک اور جو سارے حشرات
گرمی حشر سے جب شور مچا دیں ہیہات
ہاتھ پھیلا کے کہیں گے تجھے اپنی صفات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

چشم بد دور تیری نظروں میں کیسا ہے اثر | وہی زندہ ہوا جسپر کہ پڑی تیری نظر
روز فردا یہ دیکھینگے تجھے ہر ایک بشر | چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

شرم سے اپنی خطا کے ہی میرا دل برہم | رات دن فکر سے مجھکو ہے بہت رنج و الم
یہی آتا ہے مجھے شعر زبان پر ہر دم | نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

شاد کی عرض ہے یہ آپ سے اے میرے نبی | چشم رحمت میری سمو ابار ہے تجھپر تیری
یہی نکلا کرے ہر وقت زبانسے میری | سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرہ قدسی پیے درمان طلبی

قولہ

ذات پر تیری ہے امت کی شفاعت طلبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیا کروں حسن کی توصیف میں اب تیری رقم | من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

سب خدائی میں ہے پیر ایک تو مقبول خدا — نیست بنیست بذاتت تو نبی آدم را

پرتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

ہوئے منسوخ جو توریت و انجیل و زبور — ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمده قرآن بزبان عربی

وصل حق کو گئے محبوب تمہی کی سیر افلاک — شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکه رسیدی نرسد هیچ نبی

تیرے اقبال سے جاری ہے یہی فیض اسلام — نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام

زان شده شهره آفاق بشیرین رطبی

دل سے مفتوں ہوا بندہ تیری بیں کمتر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

ہر پیاسوں کے لئے ابر کرم تیری ذات — ما همه تشنه لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما که ز حد میگذرد تشنه لبی

ہیں سگوں کا تیرے درگاہ کا بیڑا عالم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکه نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

شاد کی آس ہے سرکار سے تیری لعل قدسی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ بہرۂ قدسی پے درمان طلبی

حبذا اے شہ والا حسب مطلبی — سب سے بڑھکر ہے ترا رتبہ عالی نسبی

شان میں تیرے یہی کہتے ہیں نبی اور ولی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیا تیری شان علی ہے میرے شاہِ عالم — جس نے دیکھی تیری تصویر مبارک اکدم

محو دیدار ترا ہے کہ کہا یوں پیہم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

دست بستہ یہی کہوں گا تجھے روز حشر — ہوں سیہ کار گنہ تو نہ پھیرے میرے نظر

میرے مولا ہے میرے شافع روز محشر — چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

تشنگی سے ہیں بہت جان بلب انکی صفات — چشمہ فیض سے تیرے ہی پیاسوں کی نجات

بحر الطاف و کرم مرجع کل مظہر ذات — ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

مرحبا جل علا سایۂ ذات یکتا — وصف تیرا میں لکھوں کیا اے میرے مولا کیا

ہمہ تن شان خدائی کی ہے تجھ سے پیدا — نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

جبکہ کی احمدؐ نے میم سے سیر افلاک
مرحبا حبذا خوش آمدی شاہ لولاک
کھڑے او عرش پہ سب جتنے ہیں ارباب
شب معراج عروج تو گزشت از افلاک

بہ مقامیکہ رسیدی نرسید ہیچ نبیؐ

کیا لکھوں وصل علی کے امیر سردار انام
رشک سے یوں شجر طور بھی جلتا ہے دوام
ذات سے تیرے ہے مضبوط بنا اسلام
نخل بستان مدینہ زتو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین لقبی

ہے تیری ذات کا منڈان سبھی جا حضور
ہے سدا اور تیری شان میں لکھنا یہ ضرور
بیشتر سب سے ہوا پیدا ترا وہ بہین نور
ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ایک مدت سے ہے مجھکو مرض ہجر نبیؐ
اسلئے ورد زبان ہے یہی شعر قدسی
وصل سے دل ہو مرا شاد یہی ہو مرا منیٰ
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرہ قدسی پئے درمان طلبی

کیا کروں وصف ترا اے شہ والا نسبی
جانتے رتبہ کو تیری ہیں زکی اور غبی
تو ہی والی تو ہی مولیٰ ہے مرا تو ہی نبی
کرتے ہیں ورد زبان رات دن اپنا ہے یہی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

صدقہ تیرے ہے میری جان عزیز آ مولا
تو ہے ماوا میرا اور تو ہی ہے ملجا میرا

دل سے ہوں بندۂ درگاہ مقدس کا سدا
بس یہی شعر مبارک ہے وظیفہ میرا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ذات تیری ہے مجھکو بھی شفاعت کی امید
در سے تیرے میں ہوا ہوں اگرچہ عین بعید

قبلہ و کعبہ امت ہے ترا باب سعید
واسطے میرے یہی شعر مبارک ہے مفید

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیوں نہ مقبول خدا ہو تیری ذات والا
مجھ سے کیا وصف ہو اے سید عالم تیرا

تو ہے مقبول الٰہی تو ہے محبوب خدا
کوئی ہو سکتا نہیں وصف ترا اس کے سوا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا کچھ بھی زمانہ کا ظہور
تیرے ہی طفیل سے ہوا پیدا یہ سامان وجود

دو جہان نور مبارک سے ہی تیرے پرنور
ثنا میں تیرے پڑھوں کیوں نہ میں شعر حضور

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوشلقبی

تو خدا سے ہے جدا اور نہ خدا تجھ سے جدا
گل میں ہے بو میں بھی گلشن میں ہے تیرا نقشا

جلوہ گر ہے سبھی آثار میں جلوہ تیرا
تو خدائی کا ہے مختار سرا دون کیا کیا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روح عالم ہے تو شہ دین تنِ بے سایہ تیرا
تو ہی ہے نور خدا تیری ہے ذات یکتا

اس لئے جسم مبارک کو نہیں ہے سایا
لکھتے تجھکو ہیں ملک دیکھ کے یوں صل علے

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوشلقبی

جس نے دیکھی تیری تصویر مبارک دم بھر
سوزش نار جہنم سے بچا وہ یکسر

دل و جان سے ہوا شیدا تیرا سوزہ جگر
حالت عشق میں پڑھتا ہے بھی شعر اکثر

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوشلقبی

حق نے بخشا ہی تجھے جو یہ خطاب احمد ۔ میم کے پردہ مین پوشیدہ ہی یہ بھید
پردہ میم اٹھا دو تو رہا نام احد ۔ آ گئے ہی جائے ادب صیغۂ امر [illegible]

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روز محشر تیری امت یہ کہیگی یا شاہ ۔ دل مین باقی نہ رہی کوئی طرح کی اب چاہ
رحم امت پہ کرو بہر خدا شام و پگاہ ۔ بیکسونکا نہین اس شعر سوا کوئی پناہ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شب معراج بلایا جو خدا نے تم کو ۔ تہا یہ مقصود کہ آپ اپنا بھی رتبہ دیکھو
فرق کو طور کے اور عرش کا تم سمجھو ۔ کیون نہ پھر پردہ وحدت سے نکل ظاہر ہو

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پیدا جسدم کہ تمہین خالق اکبر نے کیا ۔ دین پاک آپکا سب دینونکا ناسخ ٹھہرا
حکم توریت کا انجیل کا منسوخ ہوا ۔ ہر گھڑی کیون نہ پڑھون دل سے وظیفہ اسکا

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

عرض ہے شاد کی یہ آپ سے یا شاہ مدام	ہو وے ایمان پہ میرا خاتمۂ نیک انجام
آپ کے درگہ والا کا میں کہلاؤں غلام	شعر قدسی کا رکھوں ورد وظیفہ یہ دوام

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مثلث بر غزل وطن

جس دن سے ہے دل مائل گیسوئے محمد	ہے پیش نظر تا زنجہ کوئے محمد

ہے آنکھ کے پردہ میں نہاں روئے محمد

مکشوف میں کشف دل مقبول خدا ہے	آئینۂ ارشاد میں ارباب صفا کے

معنی جو خدا کی ہے وہ ہی بوئے محمد

سمجھو یہ میری بات کو تم سب سے مقدم	ہر شان بشیر میں ہے نہاں نور مجسم

عادت جو خدا کی ہے وہ ہی خوئے محمد

کعبہ کا تصور جو ہے دن رات خدایا	معراج کی شب کا مجھے ہر پل ہے سمایا

دیدہ میں کھٹکی ہے مرے موئے محمد

سجدہ کیلئے شاد کھڑا ہوں ہمہ تن میں	قبلہ کے طرف سر تو جھکاتا ہوں وطن میں

آنکھین بہر سے جاتی ہین میر سو تھا

خمسہ بر غزل وطن

کہون کیا آپ سے مین آپ کیا ہون — الگ ہون سب سے اور سب مین ملا ہون
مین عبد و رب کے جھگڑے سے جدا ہون — نہ بندہ ہون کسی کا نے خدا ہون
انھین دو کا مگر مین مدعا ہون

نہ تھا جب تک کہ مین عاشق کسی کا — خودی کو اپنے خود بھولا ہوا تھا
کہون کیا مین عجب ہے حال میرا — ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
مین اپنی شان کا خود آئینا ہون

کہون مین حال اپنا آپ سے کیا — دوئی کے وہم مین اب تک چھپا تھا
خدائی کو خودی مین اپنے پایا — ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
مین اپنی شان کا خود آئینہ ہون

کہین ظاہر کسی جا ہون مین پنہان — فرشتہ ہون کہین جن اور انسان
کہین ذرہ کہین ہون مہر تابان — نمود بے نمودی ہے میری شان
کہے صورت ہون گاہے آئینہ ہون

بہرا ہے جوش وحدت سے سفینا — کدورت ہے کسی سے کچھ نہ کینا

سدا مجھکو مئے الفت سے پینا | نہ مرنا یاد ہے مجھ کو نہ جینا

نئی سیرت نئی صورت نما ہون

کرون مین شاد ہوکر کسکی پوجا | جیون کس نام کا ہر روز مالا
سبھی جا پر عیان ہے جلوہ اُسکا | وطن صاحب کرون کس رخ مین سجدا

میرے صاحب کو ہر سو دیکھتا ہون

رباعیات حمد و نعت

مقدور کہان ہو جو رقم حمد خدا | خالق ہی وہ اور مین ہون اسکا بندہ
ہر چند کہ ہون شاد گنہگار و لے | بخشے گا مجھے حشر مین آقا میرا

رباعی

ہے نور خدا کا تجھ سے شاہا پیدا | کہتے ہین تجھے کہ ہو تو محبوب خدا
ہے شاد کی یہہ مراد قلبی ہر دم | ہون دل سے تیرے روضۂ اقدس پہ فدا

رباعی

عاشق ہون دل و جان سے رسول اللہ کا | شیدا ہون دل و جان سے رسول اللہ کا
امید شفاعت نرکھون کیونکر شاد | بندہ ہون دل و جان سے رسول اللہ کا

رباعی

خالق نے جو پیدا کیا حضرت کی ذات | ان کے ہی سبب سے ہوی کل مخلوقات

اے شاد کچھ اسرار یہ جان نادر | بندہ میں نظر آتے ہیں خالق کی صفات

رباعی

تا بندہ کہیں جلوۂ کعبہ دیکھا | زیبندہ کہیں رنگ کلیسا دیکھا

اس چشم حقیقت کے بدولت اے شاد | ہر جا سے پہ اس شوخ کا جلوا دیکھا

رباعی

دل قبلہ نما نور سے تجا ہے مرا | ایمان سے بس [illegible] ہے مرا

پھر حق ہی شب و روز دعا ای شاد | دم یاد محمد میں نکل جائے مرا

رباعی

اے شاد ہے دنیا مقام غفلت | عقبیٰ کے کرو کام یہ تھوڑی فرصت

جب سر پہ قضا آئی تو پچھتاؤ گے | رہ جائیگی بس دل ہی کہ دل میں حسرت

رباعی

غفلت کے سوا ہم نے کیا کام | عقبیٰ کا کچھ پاس سرانجام کیے

جب سر پہ قضا پہونچی تو بخت نے شاد | منہ ڈھانکے ہوئی قبر میں آرام کیے

رباعی

ہے ہاتھ میں جام عیش دیکھیں نگاہ | ہو لطف وصال یار حاصل ہر بار

اے شاد نہ کیوں خم سر تسلیم کروں
ہے حال پہ دایم میری لطف غفار

رباعی

کیوں غش نہ کریں دیکھ کر تیری تصویر
ہولی ہے نرالی ہے یہہ پیاری تصویر
اے شاد قسم حق کی بیاں کو نہیں
ایسی تو کبھی ہم نے نہ دیکھی تصویر

ایضاً

جس دم کہ فنا آپ کی ہستی ہوگی
پیدا صورت سے حق پرستی ہوگی
جب ساقی کوثر سے ملیگی کوثر
سینوں کو دلا جوشش مستی ہوگی

عید آخری چہارشنبہ

آخری چہار شنبہ آیا ہے
جوش دل پر خوشی کا چھایا ہے
گل گلے پوریاں اڑا و آج
حق نے یہہ دن تمہیں دکھایا ہے

عید دیوالی

اس سال دیوالی ہی عجب دہوم سے آئی
مہتاب کی بھی چھوٹ گئی منہ پہ ہوائی
ہم آج کی شب ہو سکے چراغوں کے مقابل
دیکھیں گے چھچھوندر کی پٹاقو سے لڑائی

قطعہ ہولی

دنیا میں عجب رنگ سے آئی ہولی
ہر ایک کو رنگین بنائی ہولی

اقسام کے رنگ دیکھنے ظاہر ہین	کی اپنے فلک پہ بھی رسائی حاصل

رباعی

ذلت ہی بہت دہر مین عزت کم ہے	تکلیف بہت سی ہی فراغت کم ہے
سو بار کیا تجربہ ہین سے ای شاد	دنیا مین بہت رنج ہی راحت کم ہے

حضور پر نور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی

قطعہ دعائیہ در ارسال تحفہ طاؤس شوبجی بہ گل بتو بادغیرہ پیش شد

باغبان ازل سے گلشن مین	شاد ہے بلبل چمن کی دعا
باغ شاہِ دکن بہ فضل کریم	رہے سرسبز اور پھلا پھولا

بیت

ساقی ہے دور جام ہی فصل بہار ہی	سب کچھ ہے آپ ہی کا فقط انتظار ہی

دام ملکہ

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلحضرت حضور پرنور بندگان عالی

قصیدہ در تہنیت تسمیہ خوانی شاہزادہ بلند اقبال ہمایون فال

مبارک کی ہو نہ کیونکر سنا ہم بسم اللہ	حریم شاہ مین ہی اہتمام بسم اللہ
ہے شاہزادہ شاہ دکن کی زیب ہوش	کلام پاک خدا سے کلام بسم اللہ

پئے مبارک کی جشن تسمیہ خوانی
عجب ہی حسن سے ہے انتظام بسم اللہ

خوشی زبانمین چہائی ہی اسقدر سبکی
ہر ایک زبانپہ ہے وردِ دوام بسم اللہ

ہوا جو اس سے ہی آغاز درس شہزادہ
شروع کار نہ کیون ہو مقام بسم اللہ

بحسن نیت سلطان حامی اسلام
ہو دین یا ورِ دنیا بکام بسم اللہ

ہو کیون نہ نشۂ عشق محمدی اسمین
مئے طہور سے مملو ہے جام بسم اللہ

ظہور جشن مبارک ہی امر و بیالِ
سر کتاب نہ کیون ہو قیام بسم اللہ

مبارکی سے کہی ہو شروع شاہ سخن
دعا یہ کیجئے اب اختتام بسم اللہ

ق

برآئین شاہ کی یارب مقاصد دارین
بہ فضل رتبۂ فخر تمام بسم اللہ

فزون ہو دولت و اقبال و عمر شہزادہ
طفیل مرتبۂ فیض عام بسم اللہ

قصیدہ

شاہ کے سالگرہ لیکے جو آئی مہندی
گلشن دہر کی ہر آنکھہ مین بہائی مہندی

محفل عیش مین ہی رنگ جو لائی مہندی
مردم دیدکے آنکھومین سمائی مہندی

قدم اوٹھتا نہین خامہ کا خوشی کی دہن مین
پاؤن مین اسنے بھی شاید ہو لگائی مہندی

آمد آمد کی صدا غلغل شادی کی ہی دہوم
باغ دنیا مین سے کسکی آئی مہندی

سبز خود ہر کسو ناکس جو نہی بیٹھے ہین
دے رہی ہی اثر رنگ حنائی مہندی

شادی سالگرہ شاہ دکن کی شکر
خوب نقاش ازل نے ہے بنائی مہندی

دیکھکر شاہ کی سرسبزی اقبال بلند
کیون نہ قدمون پہ کرے ناصیہ سائی مہندی

سارے خوبان جہان اسپہ فدا ہین دلسے
کیون نہ ہر گل کی کرے دلکی صفائی مہندی

الفت سالگرہ رکھتی ہے دلمین محکم
کیون نہ غنچون کی کرے عقدہ کشائی مہندی

اہل محفل کی ہتیلی نے لیا چوم اوسکو
بزم مین شاہ کی جب ہے سج آئی مہندی

اسکی شوخی کی کہانتک کوئی توصیف کرے
کیون نہ عاشق کی کرے ہوش ربائی مہندی

سرخروئی ہے اسی سے اسے دایم حاصل
قدم شہ سے نہ ہوئیگی جدائی مہندی

عمر بھر کیون نہ رہون شہ کی دعا گو ہمین
خضر کے عمر کی دیتی ہے دعائی مہندی

شاد و آباد رہین تا صد و سی سال حضور
شاد نے دلسے دعا دیکے سنائی مہندی

قصیدہ در تہنیت سالگرہ مبارک صاحبزادی صاحبہ
حضرت ظل سبحانی مدظلہ العالی

بلبلونکو گل و گلزار مبارک ہووے
شاہ کو جشن کا دربار مبارک ہووے

فصل انیسوین شہا سالگرہ کی شادی
حق سے ہر سال مین ہر بار مبارک ہووے

ہمتو کا فرہین رہ عشق کی سن آزاد ہے
تجھکو تجہپہ چمن زار مبارک ہووے

سرو قمر نکو گلستان کو مبارک ہووے
ہم کو حسن قد دلدار مبارک ہووے

تخت طاؤس کی تخت کو زینت حاصل
رونق تاج گہربار مبارک ہووے

ہو محبو نکو عطا خلعت جشن تقریب
چشم دشمن میں حسد خار مبارک ہووے

بادہ و ساغر و ساقی جو ہمایون ہمکو
شیخ کو جبہ و دستار مبارک ہووے

مسکن خلد مبارک ہو تجہی ای واعظ
ہمکو وہ ہلنیر در یار مبارک ہووے

خلعت سالگرہ لعل و جواہر کا صلہ
شاد کو شاہ سے ہر بار مبارک ہووے

قصیدہ در تہنیت ولادت میر عثمان علیخان بہادر شاہزادہ والا تبار حضرت ظل سبحانی مدظلہ العالی

ہوا شاہ کے گہر جو شہزادہ پیدا
پری چہرہ گلرو ہوے دل سے شیدا

عجب طرح کا دیکھو نور نظر ہے
کہ مادر پدر کا وہ لخت جگر ہے

یہی شور و غل ہے زمین آسمان میں
نہیں کوئی اوسکا ہم ثانی جہان میں

کبہی شمس اوس سے مقابل نہ ہوگا
گرے ہے یہ مہ چاردہ رخسے پیدا

خوشی سے مچی دہوم ملک دکن میں
چٹکنے لگے غنچے لیمین چمن میں

بجے شادیانے خوشی کے ہر اک جا
کہیں نغمہ تانے کہیں راگ مالا

اسیروں نے گذرانی نذریں خوشی سے — یہی عرض کی دست بستہ سبھوں نے
مبارک تجھے شاہ ذیشان مبارک — ہو شہزادہ تجھکو بحق تبارک
سکندر نژاد اور دارا دولت — فلک مرتبت اور حاتم مروت
دعا شاد کی ہے یہی دل سے دایم — الٰہی رہے شاہ و شہزادہ قایم

لکھا شاد نے شاد ہو اور خوش تر
الٰہی ہے سال تولد زہے نیک اختر
۱۳۰۰

تاریخ ولادت میرزا صادق علیخان شاہزادہ والا تبار حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی

فضل ایزدی سے ہوا شاہ دکن کو فرزند — نیر اوج حشم مہر منیر ذیشان
شاد تاریخ لکھی یوں بحساب فصلی — جانجان نور مکان شمع حرم سلطان
۱۳۰ ۹۳

هو الرحیم

تاریخ مراجعت سواری بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی از شہر کلکتہ

ہوا شہ کے آنیسے گلشن وطن — خزاں میں بہار آئی سوے چمن
دعا شاد کی ہے قیامت تلک — خدایا رہے شاہ ملک دکن
۱۳۰۰

قطعہ تاریخ منصوب شدن در در درگاہ حضرت شیخ فرید شکر گنج علیہ الرحمہ المعروف بہ دروازہ بہشتی

بسعی حضرت ہاشم حسینی ۔۔۔ جو مقبول در خیر الورا ہے
مزار حضرت خاموش پر جب ۔۔۔ نصب دروازہ جنت ہوا ہے
وہ باب جنت فیض شکر گنج ۔۔۔ فضیلت جسکی ثابت بر ملا ہے
لکھی یون شادی تاریخ تعمیر ۔۔۔ در درگاہ سپہر از خدا ہے

قطعہ دعائیہ

در شان اعلیحضرت خداوند نعمت قدر قدرت فلک شوکت جہان پناہ ظل سبحانی مد ظلہ العالی

ہے دعا بلبل شیدا کی شہا ۔۔۔ شاخ گل پہ یہی ہر صبح و شام
گلشن دہر مین شاہا تیرا ۔۔۔ گل اقبال شگفتہ ہو مدام

تاریخ شکار کردن شیر حضرت سبحانی بندگان عالی متعالی مد ظلہ العالی و دام ملکہ و دولتہ

تو پران راہ سے واقع ہی جو کچھ فاصلہ پر ۔۔۔ ناگہان شیر ژیان کا ہوا سجا پہ گذر
ظلم کی اوس کے ملی شاہ دکن کو یہ خبر ۔۔۔ کہ رعایا کے مویشی کا ہوا حال ابتر

صید کا اوس نے کیا عزم شہ والا نے
اور سواری کا دیا حکم بصد شوکت و فر

ہر طرح صید کا سامان مہیا کر کے
رونق افزا ہوا شاہ رعایا پرور

قصد اپنے جو وہاں پہونچے تو وقت مغرب
رات بہر سب کے سب آرام کئے تا بہ سحر

جبکہ شاہین فلک شرق کیجانب چمکا
صید انجم پہ مسلط ہوا شاہ خاور

جانور سارے شکاری ہوئے مصروف شکار
سب دکہانے لگے صیاد کو اپنے جوہر

رعب شاہین کا جو ہر دبدبہ و لیپ چہایا
ایک دراج کے دم جا لگی ہو کے کستر

باز خوش سیر کی پہونچا کی وہ دم بازی نے
پر کبوتر کے ہوئے خوف سے سب زیر و زبر

ہو گئی چیتے کی اندہیری ادہر آنکہوں سے جدا
وہ لگا گہورنے اٹہا جو ادہر اودہر

پڑی اوسکی نظر جو آہو کیطرف
چوکڑی بہولا ہرن ہوش و حواس یکسر

ایک حملہ میں ہزاروں کو کئے اس نے شکار
ایک ہی پنجہ میں صد ہا کو کیا چاک جگر

حلقہ کہلتے ہی جو سب چیتے ہوئے تازی کہا
گورخر کے گئے اڑ گور سبھی ہوش مگر

شہ کی مرضی کیموافق جب ہوا سارے شکار
پہر طلب پہر سواری ہوا فیل اکبر

ہوئے ہو جمیع شکاری شہ والا جو سوار
خوف سے کانپ گئے گردوں کے سب اختر

ہوئے ہمراہ سوار یکے امیر اور وزیر
گیا کہوں وہ تزک فوج وہ شان افسر

حکما اور اتالیق تہے ہمراہ رکاب
جمع اسپا پہ تہے ہر فن کے ارباب ہنر

ہوا قربان شہ ذیجاہ کا اسد مو ایسا | چلیں اس رخ پہ جب شمشیر کی لیتی خبر
رونق افروز ہوئے جب کہ ولادکن | شمشیر عمران بھی کہڑا سامنے حاضر ہو کر
شہ والا نے جو ہیں اسپہ چلائی ریفل | ہو گیا تیر اجل کا وہ نشانہ یک سر
پھر تو ہر سو سے صدا آنے لگی تحسین کی | ہوئے احباب خوش اعدا ہوئے سب خاک بسر
زہ کہا مہر نے احسنت کہا گردوں نے | ہدف تیر ملامت ہوا دشمن کا جگر
شاد ہو کر یہہ دعا میری بھی دل سے نکلی | یا الٰہی رہیں قایم شہ والا اختر
رہیں محبوب علیشاہ سلامت دایم | وایما لشت پناہ ان کے رہیں پیش نظر
عیش و عشرت سے رہیں شاہ دکن شاد مدام | جب تلک چرخ پہ تابندہ ہیں شمس و قمر

عرش کی شادی کی تاریخ ہے یہہ جب لکھی
تیر کو صید کیا شاہ نے تنہا یکسر
۱۳۲۳

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی ادام ملکہم

قطعہ تہنیت ولادت باسعادت شہزادی صاحبہ قبلہ دام ظلہا

میرے آقاء مکرم خسرو ذیجاہ کو | شاہزادی حق نے جب بخشی بفضل ذوالمنن
عرش تاریخ تولد کی اسید شاد نے | ہو ہمایوں شاہزادی تم کو اے شاہ دکن
۱۳۲۳

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی
قطعہ تہنیت تقریب چوتہی جشن سالگرہ مبارک شاہزادی صاحبہ قبلہ دام ظلہا دام اقبالہا

تاریخ

عمر و اقبال شہ ملک دکن
شاد کر عرض سن فصلی جشن
آیا بسنت اور ہے موسم بہار کا
ہے شاد کی دعا کہ رہے حق ہے تا ابد

رباعی

روز افزوں ہے ہر ہمیشہ دل کی دعا
رسم چوتہی ہو مبارک بشاہ ۱۳۱ف
ساقی و جام و بادہ و جلسہ ہے یار کا
اقبال و عمر و جاہ ہے شہریار کا

ایضاً

جشن گرہ سال نیکو فال ہے
گنتی مین ہر ایک دن ہوے سیکڑا شاد

یہہ شاہ دکن صاحب اقبال رہے
اور سالگرہ تا صد و سی سال رہے

تاریخ انتقال پر ملال عبد النبی شاہ صاحب

عالم فانی سے شہ عبد النبی
لکہا یون شاد نے سال وفات
جہان سے اوٹہے شاہ عبد النبی

ایضاً

خار غم دیکر ہمین جب چل بسے
ہائے وہ مجذوب کامل اٹہہ گئے ۱۳۰۵
جو یکتا زمانہ مین تہے بے عدیل

ہوئی شاد جب فکر سال وفات | کہا میرے دل نے خدا کے خلیل ۱۳۰۵ھ

تاریخ وفات کیشو پرشاد متخلص حساب فرزند راجہ گردہاری پرشاد بہادر المتخلص باقی

میرا وہ دوست جسکا تخلص حساب تہا | واویلا کہ راہی ملک عدم ہوا
تاریخ اوسکی شاد نے لکھی ہے فی الجنۃ | باقی کا نور چشم صد افسوس مر گیا ۱۳۰۵ھ

تاریخ وفات میر عبداللہ حسین شاعر

مر گئے جب میر عبداللہ حسین | شاعری کا اب مزا جاتا رہا
از سر افسوس تاریخ وفات | میں نے لکھی شاعر خوش گو گیا ۱۳۰۴ھ

تاریخ وفات فدا حسین لکہنوی

شاعر تہا فدا حسین نامی | افسوس وہ مر گیا قضا سے
تاریخ وفات میں نے لکھی | مشہور سخن ہوا سے وبا سے ۱۳..ھ

تاریخ وفات امام الدین صاحب

ہر کسی کی چشم نم اور ہر کوئی آزردہ دل | منہ سے کہتا ہے کوئی واویلا حسرتا
کیا رہا اب شاد لطف مذاق دل لگی | وہ امام الدین نصرت زندہ دل جب مر گیا

تمت الکتاب

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گہربار آبروی منثور و منظوم غرہ جبہہ منطوق و مفہوم راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ پیشکار سرکار عالی مصنف این کتاب

در این زمان کہ پراگندہ بود دیوانم	ز طبع گشت چو شیرازۂ نقش مجموع
دلم بگفت سن شاد از سر انصاف	از اہتمام فریدی بشد نکو مطبوع

۱۳۰

قطعہ تاریخ از زیب مسند سخنوری خانوادہ ہنر پروازی الجناب راجہ رام کشن بہادر حقیقی عم حضرت مصنف دام اقبالہ

گشت چو منظور نظر نایج شاد	حاسد او را شدہ رنجور چشم
از خوشی دل پے تاریخ طبع	عیش بگفتم سخن نور چشم

۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع بلند فکر آسمان پیوند جناب راجہ سیر رنگ پرشاد بہادر بہجت

زیب افزائی جہان گردید چون این باغ شاد	غنچہ دلہای عالم از خوشی گل گل شگفت
از پے تاریخ او بہجت ز روئی آفرین	طبع دیوان کشن پرشاد باگردید گفت

۱۳

قطعہ تاریخ از سرمایہ اعتبار شعرای زمان جناب جگناتھ پرشاد صاحب فرحت تخلص

چاپ شد ایدون کلام شاد و الا حبرت	شاد دل از دیدنش گردید هر فرد بشر
مصرع تاریخ او فرحت رقم بنمود خوش	طبع شد دیوان پاک پیشکار نامور
	١٣٠٩

قطعه تاریخ از کلیم طور سخندانی جناب ٹھاکر پرشاد مسرت تخلص

گشت چون مطبوع حال دیوان شاد	گوئی سبقت از سخندانان ربود
از مسرت بهر سال انطباع	گفت نامش گلشن فیض وجود
	١٣٠٩

قطعه تاریخ از خسرو ملک شیرین زبانی جناب هیرا لعل صاحب نشاط

نسخ دیوان شاد اندر یو طبع	نشاط الحال چون گردید نوری
ز فرط جلوهٔ باغ و بهارش	بگفتم سال طبعش باغ جوری
	١٣٠٩

قطعه تاریخ از ناظم بے مثال شاعر باکمال جناب رامچند پرشاد مهتمم مدرسه علاقه پیشکاری

کلامی یافت چاپ از فضل حق	که بوده است مطلوب آگاه دل
سنش خامهٔ عشرت خوش رقم	رقم کرد مرغوب آگاه دل
	١٣٠٩

قطعه تاریخ از طبعزاد جناب لچھمن پرشاد بهار

گشت دیوان شاد چون مطبوع	خاطر دوستان چو گل بشگفت
نیک تصنیف راجه طبع شده	مصرعه سال او بهار بگفت
١٣٠٩	

تقریظ نسخہ باغ ثنا دچکیدہ قلم بلاغت رقم رشک فردوسی
وطوسی رو کش انوری وخاقانی مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب
معلّٰے مدظلہ صدر مددگار صدر شیشہ خانہ سرکار عالی

زبان حمد گویائی جب اوسی خالق بیہمتا کی ہکلاتی ہے۔ تو ہمارا دیگر
اوس کی ثنا گوئی مین عین خطا ہے۔ اگر اوسکی جانب سے مضامین تازہ
دلپذیر القا نہ ہوتے۔ تو ہم اس گوہر نثر کو سلک نظم مین کیونکر پروتے
ہمکو اس موقع پر یہہ شعر پڑھنا حسب حال اور اپنے نقص ہر گونہ پر قایل ہونا
عین کمال ہے شعر

الٰہی تیری ثنا بس تجھی کو لایق ہے ۔۔۔ نہ قابل اسکے کبھی دعوی خلایق ہے

درود نا محدود رب ودود اس صاحب مقام محمود کو زیبا ہے
کہ شان اوس کی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ہے۔

درود جس پہ خدائے کریم پڑھتا ہو ۔۔۔ درود خلق کی پروا بلا اسے کیا ہو
مگر ہمین ہی یہہ لازم پڑھین درود مدام ۔۔۔ کہ وہ درود مبارک ہمارے آوے کام

اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ خریداران گوہر بیہا
سخنوری آشنایان بحر تفکرات شاعری۔ کو مژدہ کہ اندنون سرمایہ فیض

ابدی کشادہ۔ اور گنجینہ فیوض سرمدی آمادہ افادہ ہے۔ بخیال
ہرگز نہ لائین کہ شعر و سخن کا حصہ شاعران سلف کے ہی نصیب تہا
یہہ گمان ہرگز نہ کرین کہ القائے مضامین نوانہین سخنوران کہن ہی
فضل حبیب تہا ہین نہین وہ فیضان نامتناہی تا قیامت ساری
اور اونہین ارواح مقدسہ کا فیض ابہی تک جاری ہے۔ دلیل مدعا
شاعر بران است خم و خمخانہ با مہر و نشان ست شاعری
ہر زمانے مین عطائے رب جلیل ہے۔ جس پر یہہ دیوان شاد جا
مصدق دلیل ہر۔ درحقیقت یہہ دیوان عشقیہ نہین آتشکدہ خلیل ہے
اور فی زمانہا بے نظیر و بے عدیل ہے۔ دیوان کیا دیوان خانہ قدرت الہی کا
نمونہ ہر۔ ہر ہر نکتہ اس کا قابل صفات ہرگونہ ہے۔ عروسان الفاظ معنے
محبت کی ادا دکہاتے ہین۔ بہر وگیان مضامین نیرنگی ہائے اخلاق کے
دل سے بہلاتے ہین۔ ہر مصرعہ باغ موزونیت کا سرو آزاد۔
ہر فقرہ گلزار حسن کا شمشاد ہر۔ ہر شعر شعور و خاشعاری مین ممتاز
ہر بیت بیت خانہ محبوبیت کے انداز۔ ہر غزل غیرت چشم غزالان
چین و چگل ہر قصیدہ حسرت افزائے صلاحیت طول امل ہمہ و لیفان

حسد کا قافیہ اس کو دیکھ کر تنگ ہے۔ ان کی ہر ذات فصاحت گفتار کو
مشابہت سحبان وائل سے ننگ ہے۔ ہر مطلع حسن مطلع آفتاب سے
ہر منتخب دیوان فصاحت کا انتخاب۔ ہر مقطع کا جلوہ سخن شناسون کے
دل مین جاگیر۔ ہر مستزاد زبان درازان مطاعن کے لئے تنگی شمشیر ہے
مضامین تیر سیف زبانی کا اثر دکہاتے ہین۔ بیہودہ گویان کی خجالت
سے اپنے مین آپ کٹ کر دم چراتے ہین۔ پیچیدگی معنی زلف معشوق کو
دام تعشق مین قید کرتے ہین سلاست مضامین طائر روح شاعران
قدسی کو صید کرتے ہین۔ رباعیات مین چار عناصر کے ڈہنگ ہین
جس سے دوچار ہونے کی چارہ گری مین پریون کے پر ہین
عارض اشعار قاعدہ عروض کا سراپا ہے۔ رنگینی گفتار عروسان فصاحت کے
لئے پر زیب جامہ ہے۔ ہر خمسہ غیرت پنجہ مرجان ہر مسدس شش دری
شش جہت کا سامان۔ خامہ مدح کے یہ دو چار قدم بڑھتی ہے
ایک قلم ٹوٹ جاتے ہین۔ حواس خمسہ ظاہری و باطنی کے پنجہ جسم تھین
ہنسکر چھکے چھوٹ جاتے ہین۔ ہفت آسمان مین ان مسدسات کی
پنج وقتہ مبہوم ہے۔ ہر مثمن کے شوق مشاہدہ مین حوران نوجوان کا

ہشت بہشت میں ہجوم ہے۔ ترجیع بند کی بندش سے قافیہ حاسدین تنگ
وسعت معنے کے حسن آرا و پرچہ خوردبینوں کا چشمک ہے۔ یہہ دیوان ہمیں
آتش کا پرکالہ ہے۔ جسکی حسرت سے روسیاہ داغ لالہ ہے۔ ہر مضمون
گرم گلزار ابراہیم کا خلیل ہے۔ ہر معنی بلیغ سرمایہ فصاحت کی دلیل ہے
شاعران کہن کی شاعری تازہ کرنے کے لئے یہہ کلام ناسخ ہے
سخنوران سلف کی قدر یاد دلانیکے لئے یہہ گلدستہ بدیعہ محبت رائج ہے
اس کا سودا جس کے سر میں بھر گیا۔ میر کی طرح وہ جادو بیانی کی
حسرت میں مر گیا۔ یہہ کلام ہر چند رندانہ نہیں پر سوز درد سے کام
شراب کرتا ہے۔ عاشقانہ لطف جو کہا کر محبت کا دل کباب کرتا ہے
اس کی فیاضی فیض شاعری کی رغبت دلاتی ہے۔ جسے جرأت تیزی
نعرہ حیدری بہر کر حاسدوں کو الحفیظ الامان کا درس دیتی ہے
یہہ کلام پر از شاد نتیجہ طبع راجایان راجہ راجہ کشن پرشاد بہادر
آبروئے ہر شاگرد و فخر ہر استاد ہے یہہ مہاراج جناب راجہ
نریندر بہادر پیشکار مرحوم کے فرزند دلبند ہیں اور مہاراجہ
چند و لعل متخلص شاداں کے جگر گوشہ ارجمند ہیں۔ جو ہر قدردانی

قدر شناسی خاص ان کے خاندان امارت کا طریقہ ہے
گوہر سخاوت و شجاعت ان کے دودمان وزارت کا وثیقہ
ہے مفصل ان کی جتنی تعریف لکھو قلیل ہے۔ پھر کیا حاجت
تقریر طویل ہے۔ صرف چند ابیات پر ہی ختم بیان کیجئے اس کے بعد
قطعہ تاریخ طبع دیوان لکھکر اشہب قلم کو روک دیجئے۔

نظم

ذی مروت امیر نیک نہاد ۔۔۔ راجہ راجگان کشن پرشاد
آنکہ در شعر مقطعش شاد ست ۔۔۔ دل نیکوش فرحت آباد ست
در دکن ہست ایں امیر امیر ۔۔۔ صاحب عقل و صاحب تدبیر
افتخارے ازو امارت را ۔۔۔ زد وقارے بدل وزارت را
باذل و عادل و سخی و کریم ۔۔۔ عاقل و شاعر و ذکی و فہیم
قطرہ پیش سخاش دریا ۔۔۔ منبع جود و فضل و علم و سخا
مہر برج سمائے علم و ہنر ۔۔۔ در محیط وجود تازہ گہر
معدن لطف مخزن الطاف ۔۔۔ مصدر حلم و صاحب انصاف
خادم پادشاہ ملک دکن ۔۔۔ بندہ خیر خواہ شاہ زمن

قدوی شاہ جہان شاہ عظیم — خاص دلبند پیشکار قدیم

خدمتش پیشکاری شاہ ست — زان فرزند تربکار آگاہ ست

قدر افزائے ہر نجیب و شریف — درداوما من غریب و ضعیف

وصف او در بیان نمی گنجد — حلمش اندر زبان نمی گنجد

خامہ را نیست طاقت توصیف — ہست عاجز لب از حد تعریف

ہست عالی و والا مقام سخن — بردعا ختم کن کلام سخن

در جہان تاکہ ہست شادی و غم — رنج و شادی است تا بہ جز و ہم

خاطر شاد شاد دایم باد — سینہ دشمنانش پرغم باد

قطعہ تاریخ فارسی

چون ز طبع کلام فرحت بخش — خاطر شاد شد نشاط افزا

اے معلی بہر سن طبعش — گفت دل گلشن بشارتہا

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ بزبان اردو

خوش وضع خوشنما ہے خوش اسلوب خوب ہے — حسب مرام کلام راجہ ملک سخن چھپا

تاریخ طبع اوسکی معلی نے یون کہی — دیوان شاد صاحب عالی سخن چھپا

۱۳۰۹ھ

ریختۂ کلک عنبرین سلک ثانیٔ جریر و فرزدق ثالث
لبید و عمعق نقاب و دفینہ خاقانی و انوری صراف گنجینہ
یعرب و بحتری حسان الہند ملک الشعرا سلمان شعر
ابوالقاسم مولانا فضل رب صاحب ہشتی شاعر خاص حضور
نظام خلد اللہ ملکہ

سبحان اللہ شاہد سخن جس کا نظارہ فریب جمال شیفتگان حسن معنی کے
لئے برق طور ہے۔ اور شعشعۂ حسن ازل اور شعلۂ نور جس کی
ہر ادا ہیں خرام لیلی مضمر جس کا خرام اور تماشا فتنۂ محشر ہے وہ
محمل نشین رعنائی ہے کہ اگر لیلی دیکھتی تو مجنون ہو جاتی اور
شیرین مفتون جس کا دلگداز ذوق خلوتیان دینی کے لئے تیغ
تیز مندی اور روان افزا شوق انجمنیان سخن کے لئے نشو و
ارجمندی۔ حق تو یہ ہے کہ اگر سخن کا قدم نہ ہوتا ظہور حدوث
و قدم نہ ہوتا۔ سخن کی کیا بات ہے۔ جسکی بات بات نرالی ہے
یہہ وہ ساقی میکدہ معانی ہے۔ کہ طلاقت و صداقت جسکے دو پیمانے ہیں
اور معانی دلپسند جسکے نوالے۔ ایسا سخن جو مجموعہ کیاست و دیوانگی ہو۔

اور چشمہ رندی و فرزانگی کہیں تصوف کا دریا بہتا ہو۔ کہیں
شریعت کا سفینہ رہتا ہو۔ کہیں توکل کا پابند ہو۔ کہیں رضا و تسلیم سے
سخن ارجمند ہو کہیں اندوکل کی تشبیہات کی فکر ہو۔ کہیں یاسمین و سنبل کا
ذکر ہو۔ کہیں چراغ بزم احباب جلتا ہو کہیں دور بادۂ ناب چلتا ہو
کہیں ناقوس اشتیاق بجتا ہو۔ کہیں رعد نالہ گرجتا ہو۔ کہیں سوز
و ساز نار و نیاز کی انجمن ہو۔ کہیں زلف لیلی غالیہ سائی کا سخن ہو
کہیں وہ وفا پیدا ہو۔ کہیں ذکر مجنون و لیلی ہو۔ کہیں برق نالہ
کڑکتا ہو۔ کہیں طائر روح پھڑکتا ہو۔ وہ ہمارے مہاراج درۃ
التاج اکلیل ایالت نیر سپہر جلالت سخنور یگانہ امیر فرزانہ
عالیجناب راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ کا دیوان ہے
حق تو یون ہے کہ جسقدر دیوان موجود ہین اور آیندہ مدون و
مرتب ہون گے۔ ان سب دیوانون کی یہہ جان ہے۔ وہ
آفتاب سپہر کمال۔ یہہ اوسی آفتاب کا فروغ بے مثال۔
وہ سرچشمہ امواج ہو۔ یہہ اوسی چشمہ کی موج۔ وہ سہیل رفعت و
علا۔ یہہ اوسی سہیل کی فروغ پاش ضیا۔ وہ بزم معانی کی صو

یہہ شمع معانی کی لو - وہ لجہ جود - یہہ اوسی وجود باجود کی نمود - وہ
نور قیان امارت کا نور - یہہ محفلیان درایت کی روح - وہ سلسلہ
بلاغت - یہہ تکملہ فصاحت - بلاغت اوسکی پیشکار فصاحت اوسکی حاشیہ
بردار - وہ ماشاء اللہ آفتاب ظہور - یہہ چشم بد دور اوسی آفتاب کا
نور - حق تو یہہ ہے کہ فکر مصنف نضوان ہے - اور یہہ تصنیف
لطیف ریاض ارم - سطور قصور ہین - اور مضامین حور ہین السطر
نہر لبن - اور نقاط در عدن - یا یون کہئے کہ سخن شیرین ہے -
اور مصنف فرہاد - تیشہ اوسکا اندیشہ - اور مضامین جوئے شیرین
کہ بکام دلہا شیرین باد یا یہہ کہئے کہ سخن بحقیقت ایک طلسم جہان نما ہے
اور مصنف کی فکر روشن لوح طلسم - اور تیغ قلم طلسم کشا ہے
مرحلہ ہائے طلسم تشبیہات ہین اور عجائبات استعارات مضامین
رنگارنگ اوس طلسم کی فوج - عذوبت الفاظ دریا اور معانی خوشگوار
اوس دریائے طلسم کی موج - خدا کرے کہ مصنف کی دولت و اقبال کو
متصاعد دیکھون اور اقبال و دولت کو مصاعد پاؤن - دیوان کا
نظارہ باعث حیرت ہو - اور اقبال کی مصاعدت موجب مسرت

سپہر ناشدہ ورہ بہ اندازہ والسلام والاکرام عرشی مستہام

عربی

یا رب بک احول و بک اجول و بک استنصر و بک استظہر اعظم شانک
وارفع سکانک واعلی مکانک واسنی کلامک بالسن
احمدک و بالسنہ جنان اشکر فیک یا رب وجہی عن کرائب الارض ونوا
السماء فی کل یوم و کل مساء وصل علی سیدنا رسول الثقلین نبیہ
و حبیبک شفیع الامم و صفیک و آلہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اما بعد
فیقول عبد الضعیف اضعف الخلیقۃ بل لا شی فی الحقیقۃ ابو القاسم
محمد ان الشہیر بفضل رب عرشی المتخلص حنفی المذہب انی رایت
دیوانا عجیبا و کلاما غریبا عروس مجلی بانواع الحلی مراۃ مجلاۃ
تنعکس فیہا اشباح حسن البلاغۃ والفصاحۃ والدرایۃ واللطافۃ
متانۃ معانیہ کالعروۃ الوثقی لطافۃ مبانیہ کشجرۃ الخلد وملک لا یبلی
حاویۃ علی کنایات مستطرفۃ واستعارات مستظرفۃ ومحاسن لطیفۃ
ونوادر لطیفۃ مشتملۃ علی فوائد مفیدۃ وفرائد سدیدۃ وفصاحتہا غایۃ
وبلاغتہا نہایۃ شاملۃ علی عبارات حسنۃ عذبۃ غیر مرۃ تنقع المبتلی

الغبار والاخلاط لا سيما السوداء والمره

ففي كل لفظ منه روض من المنى　　وفي كل سطر منه عقد من الدرر

يروى بها كل غليل ويشفى بها كل عليل كيف لا وهو من تصنيف بحر الكمال

وحبر الفاضل ذات عقل وافر وادب باهر فيض عاتم الايادي الفضل آيات

الحشمة والجلالة كامل الشارة عالم الاشارة سدة سنية للكملاء

والشعراء وجنابه العلى كهف الادباء والغرباء فرسه سباق الغايات

حين جولانه جواده جيد في قطع المسافة وميدانه ليث اجم الفصاحة

اللسانية غيث لبساتين البلاغة البيانية خضرت به عرصة صحراء في

البيان نضرت به وجوه مدعي المعاني والبيان الذي هو سمات

بين الاعيان بمزيد الفراسة والطلاقة والذكاوة والرشاقة لعلو

جاهه وسمو امه ومنصبه اشتهر به مهاراج راجه كشن پرشاد بهادر

المتخلص به شاد حرسه الله الى يوم التناد بحرمة النبي والامجاد

وهذا آخر المرام والحمد لله على التمام والصلوة على النبي افضل الانبياء

الكرام وعلى آله واصحابه وذرياته الى يوم القيام —

فارسی

دادارا ـ درون را دل و دل را ذوق و ذوق را آرزو آز را ادراکی

داده ـ دماغ را داغ و دل را داغ و ادارا دارائی و آه را اثر دی داده ـ

آوخ که از دل درد و داغ در ود ده و آرام دل را از درون زدوده

و دود آه را دی ارادت در نزاری دل و درون آرائی آورده ـ وادا

درون داغ زده آزرده دل و ارو دل را از ادراک و درون سرا از دراز

دورا دوی لت داد داد از دور دوران داد داد ـ و در درون آداب

ازادی را آواره دوران آدم آزاری در دل آزاده درد و داغ

زاد و ره آورد داده ـ آدم آزاده را آزار درد و هم روان و شم

آورد ـ و درون داغ زده در روی و آزرده ـ دوده دل آرای

ادراک داوران که داغ از دل زدوده وارد ـ و درون دارای

راز او هم ارادت روان در آورده دود ده ـ آرزوی دل که

داغ درهم را ارزد ـ آدم زاده از اوه را دل دادن یاران وارد

که در دم اثر در آرد ـ دل دل در داد ادراک آور که در دوغ را

ارزش درک را از دوران داده ـ ادا از هم را نهاد ری دوران

از آوازه اوج نزاران در دل روی از راه در آورد ده

ارام دو درا روش دل آزاری	از از ل روزی درون زاری
آه از درد و داد از دوران	دارم آن دل که زاد از دوران
دل که در دو ساه آ ز دو داری	آه از آن آرزو که داغ آذی

آرام دل زار که درد و داغ راز دو ده در روش ادب جان را
ذوق آزادی از راه ادب دور آورده ۔ روی دل در او در اوج
راز زادهٔ آزاده آوردن که دوزخ دروش را از ذوق درون
داغ دارم به ادراک روش درد و داغ آن آرزوئی دوزخ
دارد ۔ ده وه اے وارث درج دردری و درم وثم اردو که
روح ادراک در قدره قدره آن او زان راز در آورده
دور درا دارد و دل ارازه ادراک راه ادهٔ آری از داوری و
وارائی راز رب د دو و دام درم به آوازه آوران ادراک
د سوی آوان رز آوردی ز دادی که آزاده دل دازاده
روان داور رادی ۔ راز درون را در د ے آب آورده
دور راه روی داد زان آوری را اق روزی ده و داد به
دادران را ادراک آورده و دو در رون را در و دارند

فرازرب وددو ذره فره دراو ابق آورده ودا دش داده

ادراک راوردل وراز ادرون آزرده آوردن که اورا کش

راز را از درون دل دراه دزدان وادن ای داور آ

دوران آن داور آزاده روان رادر دور داوری داور ادام داره

دوره ازاده ودل غ ودروازفل زدوده ذ دوده دوار د

آوازه دارا دراک دار دش دو اسے داور سا دداری دا

دور ورش را درم دار دارا سے دور کو

تاریخ

دیوان مهاراج که از مشک نقطهاست | در طبله نهان کرده دو صد نافهٔ تاتار

فکرش به همین ماند که از جمله بر جیش | با فرهٔ خورشید سهیل است نمودار

این گوهر تابنده ز صهبای معانی | یک ساغر گردنده بود از مئی خلار

معنی است بالفاظ که پیوست بهمین | گلگشت چمنستان است که ابر آورد آذار

آن ماه فروزنده و این حور خرامان | آن مهر درخشنده و این کبک برفتار

آنرا بدو صد کیسهٔ دل مشتری مانند | این را بدو صد گوهر جان خریدار

آن در عدن دارد و این گوهر کانی | ان نخل عسل باشد و این نخل ثمردار

آن نور شبستان بود این نار بستان
آن باد بهار آمد و این باد گهربار

آن صولت کرار و این سطوت رستم
آن شوخ فسونگر بود و لعبت سنجار

این نظم عجب نیست که از تیغ فصاحت
تسخیر کند مملکت هند بگفتار

وان ملک مسخر شده چون حافظ شیراز
بخشد بلب قند فشان بت عیار

عرشی بیقین کرد خیال من تاریخ
هاتف ز فلک گفت که سرچشمه گفتار

۱۳۰۹

ولہ

در رهگذر دوری دوری دری
هر خار و خسی که بود رفتم

تاریخ نوای این نوآئین
سرچشمه فن شعر گفتم

۱۳

چکیدهٔ قلم بلاغت رقم تاثیر بیمثیل و شاعر بیبدل رشک بخشی طوسی مولوی محمد عبدالجبار خان آصفی نظامی سررشته دار محکمه معتمد اعلیحضرت بندگانعالی خلد الله ملکه و سلطنته

بسم الله الرحمن الرحیم

الله الحمد که گلچین اندیشه از سر در هوای سیر چمن گریبان آسوده و بهار تازه رنگین خیالی به رخ نگاه شوق در گلزار جاوید رنگینی گشوده. الله الله این گلزاریست پاینده سرجوش امانت که موج گلشن بیرنگ

موج صبا بدماغ رسانی تامن طوفان رنگینی ، بجوم شعلۀ گلفشن مانند غنچه

پیالہاے بادۀ ارغوانی بشکست لشکر خمار جلو ریز - ہما نا امروز

روز حوصله آزمائی میکده آشامان معانیست . واندازه ظرف دریا کشا

کیفیت روحانی لہ حریفانی که از خمیازه پیرائی خمار عمر (؟) بوسه لب

ساغر نشکسته اند و از اوهام درد ساتگین زمانه در خیال عشرت بسیج

طبیعت بسته اند بعیلا (؟) نوشانوش این بادۀ مرد افگن رنگ . رخ باخته اند

و از اندیشه سیل خرامی نشه اش پیمان سواران آب از بیگری

سپر انداخته اند ندانسته اند که ساقی دریا دستگاه را با خوش مشربان خویش

التفاتیست که اگر هنگامه صد محشر غبار تفرقه انگیز و بر دست فیضش

بچشم دوخته اند - و اگر شور هزار قیامت نمکسفته ریز و از آتش

هم گرمی خیالش بکباب رسانی ذوق رخ برافروخته اند - یعنی

بهر خوش نشه شوکت دماغ کیفیت رسیده دولت طغرا منشور -

ظهور ظهور - اوجی خیال مهر کمال شوکت شان حشمت نشان

اسیر شوق شیدا ذوق نظیری نظیر عطار و دبیر ظهیر سخن نصیر (؟)

مربع نشین چار بالش عظمت طراز و بادۀ امارت گوهر اکلیل

دانش فص خاتم بینش آفتاب اوج اقبال۔ سپہر رفعت کمال
اختر برج تفاخر عالیجناب مہاراج کشن پرشاد بہادر کہ در پیچ و دور
خار انگیز جبین نشہ اقبال و کمال ہنر در بالا داشتہ و حریفان
بزم سخن را بجام پیمائی افادت و افاضت خشک لب نگذاشتہ
کمالش برہان تکمیل نفس انسانی و تعلیم فضائلش دلیل شرف احیائے
بنوائے حدی خوانیش سرمستی عراقیان قیامت آثار۔ و بصدائے
نورد عجمیش از دست افشانی ترکان فتنہ محشر آشکارا۔ از ملاحت
گفتارش ہندیان کان ملاحت بزخم جگر انباشتند و از
گرمی بیانش عجمیان شعلہ آتشکدہ در سینہ سوختہ گذاشتند
ہر حرفش اخگریست سوز انگیز و ہر کلمہ اش شعلہ ایست تجلی خیز
آتش طبع آتش چنهان سرگرمی نداشت کہ بمجمر دروندگان پیشین
اشعر و ہندیش دیدی و شعلہ فکر شعرا را دم سردی زمانہ آن قدر
نگذاشت کہ از دو غنچہ نفسش دستگاہ سنبل و ریحان چیدے
از فلق آبدارے گوہر الفاظش دل بحر اسیر گرداب پریشانی و از
رشک رسائی زلف مضامینش طبع سودا انیس جنون جولانی

در جریدهٔ هستی زمانه قلم قضا رقم قضا بر صفحهٔ نام ناسخ از بیشتر نغی

انشا دیوانش صنمکده ایست که در سمر خلیل جز سودای تجسد

فروشی نمی‌پیچد و در دل مومن غیر هوای عشق بتان از خیالش

نمی‌گنجد یا عود هندیست که آمیزش آتشین گلهای پارسی

دستگاه دو بالا نکهت خویشش هر پیوسته چیده یا رنگین نغمهٔ بلبل آراسته

با جوش بهار افسون همرنگی خود دمیده یا پریزاد بیست آبشیشهٔ الفاظ

نازک افسون خوانی ماروت فن زمانه حجله آراسته یا خیل غزال

که بهوائے حلقهٔ کمند صیاد وحشیان مضامین جولان شوخی برخاسته

یا آتشکده سرگرمی خیال سمندر شربیست که در جنت آتشکدهٔ عجم

دستگاه خویش چیده است و سرگرمی خیال دیگر گرم نقصان را با آتش

پرستی مضمون گرم خودکشیده باند شلوث است که بر رواج عرب

عجم دهند ممتزج گردیده بهر دماغ پدیدی نازک خیالان بوئے

کیفیت تازه دمیده بیا نشا هیست شنگول که بچشم پیمانه دو ایر

ساغر کیفیت جنون دوری پیموده و از آبروے کشیده حروف

جوهر شوخی برق عرض نموده نقطهاے افشانیش بشکست

ہجوم غم اورده و حروف چشمه دارش آب رسانی کشتی ہلال طوفانی برپا کرده - به مقامے که صدائے درو بلند است شور قیامت بلند بلند صفیر اسرافیل است و بجائے که پیام وصل عرش کمند است بیک فرخ نویدش جبرئیل - سرخی عنوان گواه خونریزی تیغ نگاه محبوبان - و شکن نامه شاهدان شکست عہد خوبان - متانت عبارات آثار ثابت قدمی عشاق - و بیرشم اختلاطے الفاظ و معانی نشان خونگرمی ارباب وفاق - شوخی کلمات نشتر غمزه خوبان سفاک - و صفائی مضامین سادگی حسن پری چہرگان بیباک

حریفا بنگه از مستی بجوش شد	مئے راجه کشن پرشاد نوشند
مئے ممزوجه عز و معالی	فروغ دیده جام مثالی
ازین مے طرفه نیرنگ آشکار است	که از رنگش نفس موج بہار است
مئے کہنه و لے تازه رسیده است	بجام جم فلک رنگش ندیده است
ازین مے گر کشد یک جرعه مخمور	انا الحق از لبش جوشد چو منصور
وزین مے زاہد از ذوق مستی	بود کیفیت آغاز ہستی
چه ہستی ہستی جاویدانی	نشاسند کمال عز و شانی

همی بینم جهان ساقی پرست است ‌ ‌ ‌ بدو نقش همه کس ساغر بدست است

همانا از سخن شد شاد ساقی ‌ ‌ ‌ معانیش بود صهبای باقی

بیا ای می پرست بزم گفتار ‌ ‌ ‌ ستان جام از صراحی مهر بردار

تعالی الله ازین دیوان رنگین ‌ ‌ ‌ به نظمش دیده شد دامان گلچین

ز ترکیبش عناصر مختلط شد ‌ ‌ ‌ ز ترتیبش طبایع منبسط شد

ز تسجیعش چو بلبل لب به بندد ‌ ‌ ‌ بروی باغ امکان گل بخندد

گهر در جنب لفظش پاره سنگ ‌ ‌ ‌ ز رنگینی معنی لعل بیرنگ

چنان باشد خرد غش در رطب ‌ ‌ ‌ تنابد پیش لفظ او کواکب

فصاحت موج بحر گفتگویش ‌ ‌ ‌ بلاغت جوش اغراق و غلویش

ز تبلیغش خرد آئینه پرداز ‌ ‌ ‌ بیانش در سر خوابانید آواز

ز طبعش موج بحر مثنوی زد ‌ ‌ ‌ که مضمون جوش طوفان نوی زد

قصاید نیست معراج کمال است ‌ ‌ ‌ رسول این شرف اوج خیال است

غزل خیل غزالان را کمند است ‌ ‌ ‌ رم شوخی معنی پای بند است

چو از مژگان ترکان جست آماج ‌ ‌ ‌ دل خارا نمانده رخنه محتاج

پی سیل خرام نازمستان ‌ ‌ ‌ ندیده جز دل وحشت پرستان

بهر جا قامت خوبان کشیده است | قیامت هم بدنبالش رسیده است

چو از نوش لب جانان سخن راند | مسیحا را نفس در سینه بنشاند

چو شمع افروخت از دست حنائی | زده آتش بجان پارسائی

چو برگ چشم خوبان تیغ گیرد | اجل مست آید و از ذوق میرد

اگر زهر است زهر مرگ جوشد | زبان از حرف تلخی میفروشد

اگر وصل است از هستی بر است | نفس سرچشمهٔ آب حیات است

عجب کیفیت ناز و نیاز است | نفس گر هست محو گداز است

چو این مشهود از طغرای اتمام | مطرز شد بحسن جلوهٔ تام

تنقاط از فکر سالش سینه پرداخت | ز اشراقات بشاد آئینه پرداخت

۱۳۰۶

ریختهٔ خامهٔ زبدهٔ زمان و ابویوسف دوران منبع معقول و منقول مطلع فروع و اصول فقیه عدیم العدیل ادیب جمیل اریب نبیل جناب مولوی محمد مجیب صاحب فرنگی محلی وکیل درجه اول و مصنف قانون شهادت و قانون حلف و دیگر کتب عربیه سلمه ربه

الحمد لله الذی وجب وجوده فی الاعیان و امتنع تصوره کل جبین

فی الآن تصدیقه مستلزم لفلاح الدارین حکمه قاض لقضایا الثقلین قیاسنا
نتیج من مقدمات عرفانه ولیس من اصغر ولا اکبر الا انه تحت حکمه
واحسانه والصلوٰة والسلام علی رسوله الذی انقطع به تسلسل
النبوة وورثه به دورة وابر الهدایة الی یوم النشور فبنا نه
سلم العروج الی مدارج الکمال وتقرب حضرت رحمن الغفور ملک
مملکة اسلامنا مالک رقاب احکامنا کم من اخلاق رویته وشیم
زذیته به صارت قابلة للتهذیب وکم من رصاص وجدید به عادت
صالحة للتهذیب من الطاعة فکان صدرا فی صدر جنة الفردوس
واهتدت به قبائل غیر متناهیته کالخزرج والاوس وعلی آله واصحابه
الذین بهم استنارت سیم دور عرفان المبدا الفیاض وکان لهم اتباع
اوامر نبیهم ونبینا ونواهیه منتهی الاغراض فاللهم صل وسلم علی
سیدنا ونبینا الهاشمی القریشی ابد الآباد وعلی اتباعه وانصاره
واعلامه الامجاد الی یوم التناد ؎ وبعد فهذا اعجب الدیوان
واغرب البیان فصیح سلیس بلیغ نفیس خالی عن الزلات والسقطات
عاری عن التعقید والمغالطات سمعت عن محاسن هذا المنظوم وطبعها

وثناء ہا من افواہ الاذکیاء و مدحہا وہو من نتایج الافکار امیر الاعظم و رئیس الاکرم مخلع بہ تشریف الدولۃ والاقبال ممیز بین الامثال بالسطوت واجلال کشاف دقایق البدایع و عریف حقایقہا صراف خزینۃ الصنایع ومنفرج مضایقہا النوار سیمائہ ولیلۃ علی رزانتہ رائہ و آثار صحتہ فکرہ لایحتہ من وفور ذکائہ مخلق بخلق اللہ عز وجل بانواع بر واحسان جامع بین الصفات الجمال والجلال والشجاعت والفیضان زینۃ المجالس والمحافل زبدۃ الاقران والاماثل جناب راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار ادام اللہ اقبالہ و بلغ اللہ الی ماتمناہ و اجلالہ بالعزۃ والعظمت نافذ القضاء والقدر و خالق اللیل والسحر والحرمتہ افضل الانبیاء سید البشر و آلہ واصحابہ کالنجوم والدرر مادامت الصفا والکدر۔

ریختۂ خامہ اعجاز ہنگامہ شاعر ظہوری ظہور نظیری نظیر جناب منشی محمد عبدالقدوس صاحب المتخلص بہ قدسی شاگرد و برادر کہین ملک الشعراء سا سان ششم ابوالقاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی مدظلہ

بنام خداوند آمرزشگر

سپاس یگانه ناهمانا یزدان را که پست و بلند آفرید و نادان و خردمند
مهروشان را لعل شکرخند داد و نونهالان را شاخ برومند۔ نه
آغازش را آغاز - نه انجامش را انجام - بی همه و با همه و بی همه
زیست و با همه ماند و بی همه باشد مور و مار را روزی داد و مور
و مار را چهره فروزی - خدایا ندانم چونی و چگونه ستائی - که و کجائی - گروه
کروبیانت نه فرشتگانت شناختند نه پرستگانت - از سرفرازان
سرفرازی - و از همه فرازی میکنی هرچه میخواهی - یکی را کجکول
گدائی بخشی - و یکی را اکلیل شاهی چه گویم و کجا جویم حیرانم
سیدانی هرچه نمیدانم اگر کوشک سپهر است و گر قندیل
ماه و مهر برافراخته و برافروخته تست اگر پرستش کده
براهمی است و گر آتشکده زردشتی ساخته و سوخته تو همین برادر
آموزگارم مولانا عرشی مدظله العالی چنانکه در مثنوی لیلی و
مجنون میفرمایند۔

اے مهر تو بر بساط غبرا	قندیل فروز ریگ صحرا

از حکم تو گل چراغ بر کف — هم لاله ز مل ایاغ بر کف

نه خیمهٔ آسمان کشیدی — بے چوبہ و ریسمان کشیدی

گستردهٔ تست خوان دوران — هم مور کشد و هم سلیمان

اے بسملهٔ بدایت کار — اے تکملهٔ نهایت کار

تا بود و نمود و بود از تست — پیدائی هر وجود از تست

در راه تو نطق پا شکسته — هر گام قلم عصا شکسته

هر ذره بمهر تست بینا — هر قطره به فیض تست دریا

از مهر تو سنگ کان زر شد — قطره بنوال تو گهر شد

مهر تست چو نور پاشد — صد برق بفرق طور پاشد

گل گوهر شب چراغ گردد — آتش به خلیل باغ گردد

از سیل بر جله ها که جوش است — شور تو معلم خروش است

از سوز تو سنگ را به گوهر — صد نعل به آتش است مضمر

دارائے ورد دلی و بر دلی — دانائے بدلی و در دلی

کنهت رقلم نوشت نتوان — این ره بقدم نوشت نتوان

دریا به سبو چگونه گنجد — صحرا بکدو چگونه گنجد

رایت شرف آدم زادگان فراز کنگرهٔ عرش افراخته و بناطقه
از انبازان بے نیاز رم ساخته تا گہرہاے سپاس تبار سخن
سفته آید و ناگفته ها گفته۔ درون بفروغ پاشی مهر سخن خاورستان
و اندیشه بفراوانی نشاء معنی خمستان۔ ہر جا که گل مے بالد
بلبل مے نالد۔ سرو سر میکشد۔ قمری زمزمهائے نغز میکشد
سن که بناطقه نادره را ے آب خضر در دهن دارم و چشمه
لبساغر سخن۔ چون سخن سنجیده و روان پالاے از نهان خانه
ضمیر سخنوری بخرام طاؤس و رفتار کبک دری بچشم آید ستم است
اگر زبان سخن سرائی بحلقه خاموشی نشیند و زبان ستایش نکشاید
دیوان امیر نامور مهاراج روشن گهر که بخت و اختر پیشکارش
و اقبال و دولت غاشیه بردارش باد به کالبد چاپ درآید
و قدسی سخن سرا که مشک بیز قلمش نقش نقش طبله هاے مشک
مے باشد خاموش باشد قلم عنبرین رقم را چه یارا که جان خجسته
در کالبد گفتار میدمد و پاکیزه بار بدش در ره ارزشگاهی و نهان
دریابی بر فراز حصار زمردین نه طارم مے رسد۔ بر سماے

در یابش و فروش اندیشه سر آمد روزگار - و از حلقهٔ گفتار گستران
ستوده یادگار است دارای هنجارش از گیتی آشوب بپاس داشته
بکام دو گیتش ساخته بی آمیزش پندار بروانش پژوهان
روزگار تازه روش را دو راه گشاده پیشین فرزانگان پاستانی
روزگار اگر نش نگرند - همانا بر این فرزانه پیکربند آفرینها گسترانند
نه - سخن پندار را چه دستی بکار رسید - گزشت از پیشینیان -
فرازینان هم اگر چنین خجسته گفتارش بشنوند بفرزانه پایه بودن
دریابش فردویان از درون انگیز بگروند کالکش در ریخته - بدیع ترانه
از رنگ نافی بیرنگ ریخته - که بجدا گانگی روش و تازگی پرایه دود
شگرفی سخن گستری و پاکیزگی نهاد این نگار بسته به پیشین
برسر بود و مانستنی ندارد و خامه شگفتی نگارش در پیکرستان سخن روان
فریب بندیسی برتخته گفتار نگار بسته که دیدن بر نگارش بچهر دستی
شاد . خجسته دانش خواستار از دل ناشکیبی بسیه بدقدسی
بی نوا که گفتارش بپایان رسیده سیمراخی بی خواسته از بیش
می بخشد الایزدان این نگارین نورد را و از روزگار که یکرانش

نیر سعد ہمایونی باردآن فرزانہ یگان امیر روشن روان را
بہ استعداد اقبال ازل آورد و کام بخش کامروائی روزگار وارد [illegible]

چون بہ فرمان راجہ باذل | طبع گردید نظم پاک جناب
معنی تابناک در الفاظ | نیرے ہست در حجاب سحاب
یا بالفاظ معنی روشن | شاہدے ہست برکشیدہ نقاب
دید چون روے شاہد معنی | گفت دل این ہذا العجاب
کاروان فصاحتش وارد | صد شتر حملہ ہا عنبر ناب
چون برآمد سبیل تصنیفش | زآسمان خیال چون شہاب
بر ہوا زد ز جوش سور و سرور | تاج خود آفتاب عالمتاب
کلک قدسی نبشت تاریخش | سخن نقاد گوہر نایاب

۱۳۲۱ھ
۱۳۰۹ھ

ریختہ خامہ عنبرین شمامہ سخنور یگانہ و یگانہ زمانہ جناب
مولوی میر حشمت علی صاحب حیدرآبادی میر منشی محکمہ
ناظم صاحب ٹپہ خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی
شاگرد جناب حیدر حسین خان صاحب مرحوم جناب علی حسن صاحب عیا دام ظلہ

تعریف لکھوں میں کیا خدا کی | اور نعت رسول کبریا کی

ہزارہا شکر ہے اوس خلاق عالم کا جس نے کن سے کائنات کا
جلوہ دکھایا۔ اور کتنا بڑا احسان ہے اوس بادشاہ کریم کا جس نے
ہمکو امتی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
بنایا ہے ہمارے دلوں کو روشنی چراغ ہدایت اور پیروی صحابہ
کرام و ائمہ اطہار سے منور کیا۔ ہمارے سب کو بادشاہ اولی الامر
اہل اسلام کی اتباع کا فرمان دیا۔ وہ بادشاہ فریدون فر خسرو پرور
دارا شوکت جمشید حشمت جو خاندان آصفی کا چراغ روشن ہے
اوسکا خطاب و نام مبارک نظام الملک آصفجاہ نواب
میر محبوب علیخان بہادر والی دکن ہے۔ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

حفظ میں تیری ہو یا رب یہ سلطان دکن
میر محبوب علیخان گوہر کان دکن

شاہ ذی جود و سخا ہے بادشاہ نامدار
ہے عروج آسمانجاہ دیوان دکن

کیا لکھوں اوصاف اونکے شہ عالی مقام
شیر سے ہمچشم رہتے ہیں غزالان دکن

جیسے معمار فلک کو کیوں نہ حیرانی ہو
کاخ کسریٰ سے ہے برتر طاق ایوان دکن

شفقت بیٹھا ہے اشرفی کی جھولی
گلشن کان زر رہتا ہے پہلو میں بیابان دکن

کیا تعجب ہے جو دیکھا خلد کا زاہد کو ہو	کم نہین ہین حور و غلمان سے پری زادان دکن
ہے دعا حشمت کی یارب حشر تک تازہ رہے	رونق و سرسبزی گلہائے خندان دکن

اللہ اللہ کیا شہر اور کیا شہریار ہے۔ کہ جس کے دربار مین ہمیشہ علم و فضل کا گلشن پر بہار رہے ہے۔ ہر گہڑی علماء روزگار اور شعرا نامدار حاضر رہتے ہین۔ ادنے ادنے شخص یہان کے اپنے کو فصحا بلیغ سمجھتے ہین۔ گرم بازاری شعر و سخن بدرجہ غایت مشہور ہے جس کی شہرت نزدیک و دور ہے۔ اگرچہ کہ طبقہ اولے مین حضرت نواب مغفرت مآب آصف جاہ بہادر المتخلص شاکر۔ و راجہ راجایان مہاراج چندو لعل شاداں و شیخ حفیظ صاحب حفیظ و اخواجہ نصیر صاحب دہلوی کا دکن کے شاعرون مین شہرہ عام تہا اور طبقہ ثانی مین جناب حیدر حسین صاحب حیدر اور جناب شمس الدین صاحب فیض گنجور وغیرہ کا نام تہا۔ مگر الحمد للہ فے الحال طبقہ حالیہ مین بہی قدردانی سے ہمارے ظل اللہ کے عروس سخن جلوہ دکہلا رہی ہے اور ہر طرف سے صدائے شعر و سخن کان مین آرہی ہے حیدرآباد غیرت ہندوستان

بن گیا ہے یہاں کی فصاحت زبانی پر عہلی کا گمان ہو گیا ہے
میرے سخن کی اگر صداقت منظور ہے۔ اس گلدستہ باغ شادی کی
سیر کیجئے۔ اور چشم انصاف سے ہر شعر کو ملاحظہ فرما کر داد
سخن دیجئے کہ ہمارے مہاراج تو اس باغ جوانی و گل مراد زندگانی
معدن وجود و سخا مخزن علم و حیا خلاصہ خاندان ذی کمال چراغ
دودمان راجہ راجایان مہاراج چندو لعل پیشکار خسرو ملک
حیدرآباد امیر ابن امیر راجہ کشن پرشاد بہادر شاد نے گلس
روشن سے گل مضمون کو باغ سخن مین جلوہ گر فرمایا۔ کہ جسکی
سرسبزی و تازگی سے ناظرین نے ثمر لطف اٹھایا۔ اگر اوس کی
شادابی پر بہار کو صبا و باسخ ملاحظہ کرتے دہن نظارہ کو گوہر
لطافت سے بہرتے۔ اور خواجہ حیدر علی آتش اس گلزار
خلیل کے وصف مین گرم زبان رہتے۔ سوز و میر اس کے
سودائی بن کر سوز دل کا صدمہ دل پہ سہتے۔ اس کلام کی
تعریف مین زبان لال ہے اور اس کی وصف مین نقص اپنا
ظاہر کرنا عین کمال ہے لہذا اوس کے وصف مین توصیف سے

گذرتا ہون اور ایک قطعہ تاریخ لکھکر ختم کلام کرتا ہون۔

ہوا جب مجتمع یہ گلدستہ شاد — بطرز عمدہ باشان بلاغت
کہی حشمت نے یون تاریخ اوسکی — چھپا دیوان شاد اہل فطرت
۱۳۲۰

قطعہ تاریخ از گلشن لعل جیو شبہ داماد جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر
باقی تخلص

دیوان شاد طبع شد خوش ز بین زمان — باقی ہمیشہ باد در آفاق نام شاد
از صدق دل بجست گلشن لعل سال او — ملہم ز غیب گفت پسندیدہ کلام شاد
۱۳۲۰

قطعہ تاریخ از جناب محمد عبد الوارث خان صاحب جاگیردار
وارث۔ صدر ناظم دفتر منہائی چہرہ جات بارگاہ نواب
شمس الامرا امیر اکبر خورشید جاہ بہادر مد ظلہ العالی

چھپ گیا دیوان کشن پرشاد کا — اب مہیا ہو گیا سامان شاد
رنج کو وارث جگہہ ملتی نہین — بھر گیا ہے عیش سے سامان شاد
جس کی ہے تاریخ مین بھی یوعیش — شاد ہون مین دیکھہ کے دیوان شاد
۳۹۵ — ۹۱۶ / ۱۳۲۰

الیضاً

طبع دیوان شاد شد و اش	بدل آمد نشاط رفت ملال
من چو دیدم کلام آن روشن	نور چشم سخن نوشتم سال ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از محمد سراج الدین صاحب شکور فرزند خورد محمد شکور صاحب مرحوم شاگرد جناب حشمت صاحب حیدرآبادی

اندرین اثنا چو شد طبع طبیع	این کلام خوشتر از فرمان شاد
گفت سال انطباع او شکور	شد رشید طبع ولی دیوان شاد ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر بے بدل جناب محمد امیر حمزہ صاحب اسیر شاگرد رشید منشی محکمہ ناظم صاحب آئینہ خانجات

کیجئے سیر باغ شاد کی خوب	نہیں ممکن کہ ایسا دیوان ہو
کیا ہوتا بہار سے سال ۲	یار در شاد کا گلستان ہو ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از مولوی محمد عبد اللہ صاحب داروغہ آئینہ خانہ پیشکار سرکار عالی

چون این عروس زیبا بشد ز طبع	از سیر باغ حسنش مانند گل شگفتم
تاریخ انطباعش ای عبد از مسرت	دیوان شاد گشتہ مطبوع طبع گفتم ۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از بلبل شاخسار سخندانی مولوی محمد عبد المنان صاحب
صیغہ دار عدالت محکمہ ناظم صاحب خارج

راجہ عالی گہر راجہ کشن پرشاد شاد
داد حکم طبع این دیوان زفرحت اقتباس

ای محمد مصرعہ تاریخ طبعش عرض کن
شاد ایجاد شد کلام شاد مطبوع اناس

۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از نکتہ طراز سخنوری مولوی محمد عبد اللہ صاحب
عرف تاج الدین صاحب قاضی زادہ تعلقہ پاتھری متعلق پربہنی

طبع شد دیوان شاد از فضل داور کریم
زین نوید فرحت افزا گشت خوش ابنای عجم

گفت فاروقی بسال از لطف عشق فی النعیم
نسخہ زیبا شدہ مطبوعہ اہل رقم

۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از طوطی شکرستان معنی پروری جناب میر تراب علی صاحب
زور صیغہ دار محاربہ خزانہ عامرہ سرکار عالی

اطہر نامی ہیں اک شاعر میرے احباب سے
ہے محبت پر مجھے اون سے جو کامل اعتقاد

یک بیک آکر انہوں نے یوں کہا اصرار سے
جانتا ہوں شاعری کی ہیں مقرر تجھ سے داد

ذی کمال و پیشکار حیدرآباد دکن
تاج فرق شاعری و زیب تخت کیقباد

آج وہ چھپوا رہے ہیں دیوان اپنا یادگار
تو بھی لکھ تقریظ اچھی تا رہے دنیا میں یاد

میں نے کچھ لکھی نہیں تقریظ تھی جہالت جو علم
ہے فقط موزون طبیعت پر نہیں ہوں اوستاد

طبع کی نور سے جب آراستہ پیرا ہن	ہو گیا روشن کلام راجہ عالی نژاد
زور سے لکھی ہے کیا تاریخ مطبع جہان	چھپ گیا ہے دیوان کشن پرشاد شاد

نتیجہ فکری جناب ستیش پرشاد صاحب متخلص بہ خرم [illegible]

عجب میر سخن راجہ کشن پرشاد ہیں یکتا	[illegible]
لکھی خرم نے یہ تیاری دیوان کی تاریخ	ہوا دیوان شاد [illegible] ۱۳۰۰

ولہ

جب چھپا دیوان راجہ کشن پرشاد کا	ہو گئے انجم نثار اوج پہ [illegible] آسمان
خوب خرم نے لکھی خوش ہو کے تاریخ طبع	کیا چھپا دیوان شاد بہر شعر اے جہان ۱۳۰۹

از طبعزاد جناب محمد تاج الدین صاحب جمعدار

شد چو مطبوع زمان از فضل حق	خوش کلام شاد والا مرتبت
از پے تاریخ او باصد خوشی	تاج گفتم بوستان معرفت ۱۳

از طبعزاد جناب سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر مددگار محافظ دفتر دیوانی خزانہ عامرہ و خلف الصدق شاعر نازک خیال مولانا افسر صاحب مرحوم حیدرآبادی

حبذا راجہ کشن پرشاد نے	جب کہ چھپوایا کلام طبع زاد
اطہر مداح نے لکھا یہ سال	زہے فیض چھپ گیا دیوان شاد ۱۳۰۹

تقریظ

نتیجۂ قلم مشکین رقم ناثر بینشان شاعر اعجاز خیال نظیری
نظیر فرزانه روشن گهر فخر پیشینیان جناب مولوی
محمد رفیع الدین صاحب فریدی مهتمم کتابخانه پیشکاری
و قاضی زاده و محتسب زاده تعلقه پاتهری ضلع پربهنی
سلمه ربه برادر زاده و تلمیذ رشید سخنور خاقانی دوران
روکش ظهوری و طغرا جناب مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی
صدر مددگار ٹپہ خانه سرکار عالی

بنام یزدان

یارب ساغر مرد افگن کدام میکده بگردش آمده که زمین سخن
یکسره چشم ترک میفروش است ـ و انجمنیان قلمرو ظهور نشاء هستی
یکقلم باده نوش یکے را پائے شکیب و توان از مستی میلغزد
و یکے را دست از تندی صهبا چون عضو مرتعش میلرزد درینولا
گرمی رفتاری طاوس کلک فتنه خرام در خیابان معنی آفرینی وبذله
نگاری بستایش شاهدیست که نظر فریب حسن ازل آوردش

خنده فروغ قدسی جمالیست که دیده حسن پرست معنی را
از دیدن و گلچیدن نگاه را از گل نظاره چیدن باز داشته نگاه
جادو نیاهش که فسون بابلیان بکرشمه چشم نیم بازش طرف
نمی شود پلنگ بربریست که در نیستان خفته و بجوش گرمی جلالت
صد ره در سر شتاب بشیر گردون گفته ناظره بدین فروغش
حسن زاید فریب و شاهدی بدین فره فروغ از جمله ضمیر فریبانه
خاطر کسی بدر نیامده کلک لاابالی بوسه رقیبان شکفته آفرین
هنوز ستایش حسن خود سوزش بجنبش در نیامده که صد شرار
برق ایمن بهر پیغوله آن مایه ریخته که تا صور دمید
اسرافیل از کالبد بیهشی در قالب هوش آید و باد فریب
هستی در اندامشان بجوشش ندانی که آن شاهد نامیده پرستار
بدین رعنائی کیست و آن برق ایمن بدین فروزش کیست
بدانکه آن مرقعه دانش و ارژنگ خرد آموزی اشارت است
بدیوان جناب شاد که در زبان ریخته رخ افروخته و برق
است
حیرتش خرمن فلک خورده ای معنی بند سوخته و فراوانی برق عبارت

از پری زادان معنی که در نقاب الفاظ برد یمانی معانی بر سر و دوش
کشیده بدین زیبای زیبای انجمن فروزند - و دیده بصیرت دوزند
اگر ترنج خسرو و جام جم را در قلمرو آشکار پرستان بچشم
سر ندیده باشی این گنج باد آورد را بدیده دل بنگر که از زمین تا
آسمان آشکار بنگری و طوبی را بر زمین و خود را بر طوبی سوار
بنگری - و ارم را چون مشتاقان جمال یار درگشاده یابی و آب کوثر
بساغر فتاده عرشیان را بدان فره ازل آورد که حرف شنوی
به تسبیح و آرائے زمین و آسمان زمزمه پرداز بینی و سید الانبیاء
خاتم المرسلین را بر صفحه قاب قوسین فراز مسند انس باشفیقه خویش
در ساز و نیاز آن پایه فکر فلک پوئے که درین کشور سخن بهنجر آمد
و به سرکشتگی و شمارسان نظر میکشاید بے آمیزه گمان سیدانند
که این گفتار بگفتار او نمی ماند - این نامه آسمانی است که برین فرخ
گهر کشور سخن از فراز عرش سپهر فرود آمده که صدره برنهاد
باکش از بلند تاشان سپهر منتفی نیس برسد آمده - تا بهم بروزگار
خود در سائے بخت رسائی جهانیان و ذره خاک باشان و لین ملا گنج معنی

که این چنین سخن بلندتر از کاخ حصار اخضر و این مایه روشن گهر
سخنور گرامی نژاد و مهاراجه نامور تارک امارت را افسر و عروس
دولت را زیور شمع و چراغ شبستان داوری نو بهار چمنستان
سروری بهره روزگار ما باشد و چنین قدسی نهاد درین عهد بلاغت
مهد از آسمان رفعت فرود آید اگر لواء بلند آوازگی افراشتن
خواهم و سر پیه سخنوریش را پایه فراز فرق طوبی نهم و آب خضر
بظلمات جحیم و داغش مسلم اول ارسطوی الهی و زبان سخن
سرای روکش ظهوری و طغرا مولانا معلی مد ظله وام گیرم
و اسرافیل چند هزار سال از صور دمیدن باز ایستد و رفیعات
فریدی اندرین نورد روزگار از فره فرهنگ و فروزش نظم
و پهنای خیال و توانایی فکر و گرانبهای استقلال و پاکیزگی گوهر
و دوشیزگی سخن و سازگاری اختر و پیوند گشای قلم نادره رای
اندیشه علوی خرام آن یگانه فرزانه بسلک نگارش کشیده از
نهانخانه ضمیر پا تا مل وانه انامل بنجابه وانه خامه بنامه سپارم از
دریا قطره و از خرمن دانه برداشته باشد نهالی نشانیدن

و گلستان ناشگفته را قطرهٔ آبی دریای بی‌پیچش آوردن
آموزگار نامهٔ فطرت را گوشمالی دادن است و اساس شوخ
چشمی‌ها نیز به غنچ نهادن — یا رب این دیوان را به دیوانکدهٔ
قبول و اجابت کدهٔ انجمن آرایان معنی پیرنیرافزا — و این
نگارش نورد نامه‌نگار را بو الای کشور رحمت و توقیع کرم
باقی پیوسته پیشکاری‌ها جلوه فرما کن ع این دعا از من و از خلق خدا آمین باد

قطعهٔ تاریخ

آسمان هست این کتاب قدسی آیات ما
هست مهر و ماه هر دو بین ماب الفاظ و حروف

بد فروغ آفتاب نظم پاکش در نهان
همچو مهر گنبد گردنده باشد در کسوف

از فروغش ها رم و وار ربا ماند زمین
و از شمیمش طبلهٔ عطار را ماند الوف

از پی فیاضی دی سال طبعش شد عیان
چاپ شد دیوان شاد از لطف مولای رؤف

۱۳۰۹ س

وله

طبع فرمود چو دیوان شگرف	آن مهاراج امیر الامرا
گفت ہاتف بہ فریدی سالش	راحت جان حزین شعرا

۱۳۰۹

تمت

اعلان

الحمد للہ کہ باغ شاد من نتایج افکار

شاعر نازک خیال شیرین مقال مہاراجہ کشن پرشاد شاد

بکمال حسن و خوبی زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ کرکے معزز قدر دانوں کی قدر دانی کیلئے

ملاحظہ میں لایا جاتا ہے جسقدر نسخہ درکار ہوں ہمارے پاس سے طلب فرمالئے

جائیں مگر کوئی صاحب اس کے طبع کا قصد بلا حصول اجازت جناب مصنف

نہ فرمائیں والا بیجا فائدہ کے عوض میں حسب قانون

سرکار نقصان اٹھانا پڑیگا

المشتہر

محمد رفیع الدین فریدی

تعلقدار پیشکاری